

ماہنامہ

ششمین سال

دیگر —————
ظاہر و باطن

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطریق فخر العلماء قدوة السالکین زبدة العارفين امام العارفين
مولانا الحاج محمد ذاکر گوہی نور اللہ مرقدہ
من جانب اراکین حزب الانصار بحیوۃ (پنجاب)

۱۱، اندرونی و بیرونی محلوں سے اسلام کا تحفظ و تبلیغ و اشاعت اسلام۔
۲، اصلاح رسوم و عادات، اچا و اناشت علم و دینیہ۔

۱۱، رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی پی پانچ آنے زیادہ خرچ

قواعد و ضوابط ہوتے ہیں جو صاحب پانچ روپے یا اس سے زیادہ رقم کو بخش اعانت ارسال فرماویں گے وہ سالانہ خاص تصور ہوں گے۔ ایسے حضرات کے اسماء اگر امی شکلیہ کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے پ
۲، غریب مفلس اشخاص اور طلباء کے لئے رعایتی قیمت سالانہ مقرر ہے۔

۳، ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ رکھتے کم انکم ہم راہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
۴، نمونہ کارپچر تین آنے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے مفت نہیں بھیجا جاتا۔

۵، رسالہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشر میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ دیہات کے چٹھی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل دستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جن صاحبان کو رسالہ نہ ملے۔ وہ مہینہ کے اخیر میں اطلاع لے دیا کریں ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زندہ نام

منیجر رسالہ شمس الاسلام بحیرہ پنجاب،

ہونی چاہئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شمس السلام

بھیرہ (پنجاب)

جلد ۵ | ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء مطابق ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱۲

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	رمضان المبارک	۲
۲	تحریک ہرجمن حقیقت صداقت کی گسوٹی پر	۹
۳	قوانین قدرت	۱۳
۴	مسٹر محمد علی صاحب امیر جماعت نزاریہ لاہور	۱۹
۵	صدیق اکبرؑ	۲۳
۶	ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل	۲۶
۷	خواجہ حسن نظامی اور اس کے خوار یوں کا مذہب	۲۷
۸	گلدستہ اخبار	۲۸
		۳۰

رَمُضَانُ الْمُبَارَك

قلوب کی تطہیر اور روحانی تکمیل کا موسم بہار اُمت مسلمہ کیلئے روحانی عروج اور ذہنی ارتقاء کا مہینہ

یہ خدائی ہے کہ بھولا نہیں بندوں کو خدا

اور خودی یہ ہے کہ بندوں کو خدا یاد نہیں

یعنی وہ خدا جس کے فرائض حدیث تم فراموش کر چکے ہو جس کا لطف عیم و فضل کریم تم بھول چکے ہو۔ اور جس کے احکام فرائض تم پس پشت ڈال چکے ہو۔ اس نے باوجود تمہاری سرکشی، بغاوت، نافرمانی اور غداری کے تمہارے لئے اپنا در رحمت واکر دیا اور اس کی دستگیری کر کے تمہارے لئے اپنا در رحمت لینے کے لئے۔ بعد اجلال واکرام آپہنچا۔ یعنی رمضان المبارک آگیا۔ یہ طاعت و عبادت کا شاندار موقع ہے، گناہوں سے پاک ہونے کا معصیت سوز مہینہ ہے، پیہیت کو نکلیت سے تبدیل کرنے کا سنہری چانس ہے اور سعادتِ اخروی و عبرت پذیری کا مبارک ذریعہ ہے۔ خدا را اٹھو سہاہ کاریوں اور ستم شعاریوں سے باز آ جاؤ۔ اور اس خیر و برکت والے مہینہ میں گناہوں سے ناسب ہو کر قتل فی العبادت ہو جاؤ۔

بادۂ وحدت کے متوالو! کربستہ ہو جاؤ۔ کہ وہ مبارک

و مقدس مہینہ جس کے انتظار میں خدا کے عبادت گزار بندے بیٹھے ہفتے، دن اور گھنٹے بچپنی کے ساتھ گن رہے تھے آپہنچا۔ یہی وہ مہینہ رمضان المبارک ہے جس میں ہر مخلص روزہ دار کی روحانی ترقی کے لئے رحمت و مغفرت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ پس کربستہ ہو جاؤ۔ کہ وہ مقدس مہینہ جس کے خیر و برکت سے تم اپنے دام نہائے عمل کو اجرو ثواب کے لعل و جواہر سے بھر سکتے ہو جس کے انوار و تجلیات سے اپنے تاریک دلوں کو منور کر سکتے ہو۔ اپنے آئینہ دل سے رنگ معصیت دور کر سکتے ہو۔ اور سال بھر کے سیئات کا حسرت سے کفارہ کر سکتے ہو۔ اپنی شادابی روح اور پختگی ایمان کا موسم بہار لئے ہوئے آپہنچا۔

اے حصیان شعراء! اور شراب معصیت کے مدحوش

خدا کے کریم کی شانِ رحیمی کے صدقہ جاؤ۔ اور ستار العیوب و غفار الذنوب کے عفو و درگزر کے قربان ہو جاؤ۔ کہ

رمضان المبارک کی فضیلت

یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نبی خدا پاک کا آخری پیغام بندوں پر دینی و دنیوی ترقی کے ابواب کھولنے کے لئے آیا۔ رمضان المبارک کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ اس میں قرآن جیسی کتاب اور شریعت کا نزول ہوا۔ اور قرآن بھی وہ قرآن جس نے اللہ تعالیٰ کی حکومت ارواح و قلوب انسانی پر قائم کی۔ دنیا میں محبت و عبودیت الہی کا دور دورہ کیا۔ غیر اللہ و ماسوی اللہ سے کاٹ کر صرف خدا سے مخلوقات کا رشتہ جوڑا۔ جس نے انسانیت کا بول بالا کیا جس نے حریت و مساوات کا اعلان کر کے غلاموں کو آزادی بخشی۔ مظلوموں کی حمایت کی۔ اور پسماندوں کو آقا کی وسوسہ داری عطا کی جس نے دنیا میں اتنے ہی غلامی و محکومی کے سلاسل و اغلال کے پرزے پرزے کر دیئے۔ جس نسل تفوق کے بتوں کو توڑ کر انسانیت کبریٰ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔ اور جس نے امت مسلمہ کے لئے روحانی عروج اور ذہنی ارتقاء کی تمام راہیں کھول دیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي
أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَ
بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى

والقرآن فَمَن شَهِدَ
مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
موجود ہیں۔ پس جو شخص اس
مہینہ کو پائے وہ اس مہینہ کے
پورے روزے رکھے۔

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قلوب کی تطہیر اور روحانی تکمیل کی بنیاد رکھی گئی۔ گویا بانی اسلام علیہ التحیۃ والتسلیم کی بعثت اور مذہب اسلام کی ابتدا اسی مقدس مہینہ میں ہوئی جس میں اہل اسلام کے لئے خصوصاً اور تمام اہل عالم کے لئے عموماً خیر و برکت کا ظہور ہوا۔ پس اس کے بعد رمضان المبارک کی فضیلت اور کیا بیان کی جاسکتی ہے۔ اگر اب بھی مسلمان اس مہینہ میں اپنے قلوب کی تطہیر اور روحانی تکمیل نہ کریں تو سمجھ لینا چاہئے کہ بے روزہ دار مسلمان اسلام کی مدت سے خالی اور ان میں روحانیت کا کوئی جذبہ باقی نہیں رہا۔

الغرض مذکورہ بالا فضیلت کی موجودگی میں دیگر فضائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاہم کچھ اور فضائل بیان کئے جاتے ہیں حضورؐ فرماتے ہیں:-

فَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَ
الصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ
یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔

رمضان صبر کا مہینہ ہے

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر روزہ میں بھوک پیاس کی تکلیف ہو اور نفس سے مجاہدہ کرنا پڑے۔ تو اسے بخوشی برداشت کرنا چاہئے۔ اور روزہ کو ایک روحانی غذا سمجھنا چاہئے۔ اس کے علاوہ قومی زندگی کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ قوم کے افراد میں تکلیف برداشت کرنے کی عادت ہو۔ وہ اپنا مال اپنی جان اپنا عیش و آرام اور اپنی عزت و آبرو سب کچھ قوم پر قربان کر دیں جس قوم میں تکلیف برداشت کرنے اور اجتماع پر قربان ہونے کا مادہ نہیں۔ وہ دنیا میں ہرگز بہرگز زندہ نہیں رہ سکتی۔ بلکہ وہ ضرور زندہ اور نیا نیا پیشہ قوموں کی ٹھکروں سے پامال ہوگی۔ اور جس قوم میں زندگی کی یہ علامت موجود ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت فنا نہیں کر سکتی۔ خواہ وہ کتنی ہی قلیل اور بے سر و سامان ہو۔

روزہ سے امت مسلمہ میں یہی عادت اور جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور روزے ہم کو خدا کی محبت اطاعت اور قوی مقصد کی خاطر اپنا عیش و آرام چھوڑ کر ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنے کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔ اسلئے رمضان صبر کا مہینہ ہے۔ گویا روزے ہمارے اندر سچا ہیانہ جوش، استقامت۔ اور رضا کارانہ جوہر پیدا کرتے ہیں۔ ترجمان وحی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

ان فی الجنة با یا یقال له قیام اعلیٰ یعنی جنت میں ایک المربان میں خل منہ اللہ آمین اور روزہ ہے جس کو قربان "یوم القیامتہ لایدخل کہتے ہیں۔ اس میں صرف روزہ

معہم احد غیرہم یقال ابن الصائمون، ساتھ کوئی دوسرا داخل نہ ہو سکے فیدخلون منہ فاذا دخل اخرہما غلق فلم یدخل منہ احد (مسلم شریف) دارہی داخل ہوں گے اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا داخل نہ ہو سکے گا۔ دروازہ پر آواز دی جائے گی کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ اس صلا کو سنا کر تمام روزہ دار اس میں داخل ہو جائیں گے اور پھر دروازہ بند کر دیا جائے گا جس کے بند کوئی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔

پھر فرمایا اس ماہ کا حصہ اول رحمت ہے یعنی روزہ داروں کو ابتداء ہی سے خلعت رحمت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ درمیانی حصہ بخشش مغفرت ہے۔ اور آخری حصہ آتش دوزخ کے غلے مٹی اور پوری پوری نجات کا ہے۔

رمضان کا مہینہ بھی سلوک اور غمخواری کا

ماہ شعبان کی آخری تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا۔ جس کے بعض فقرے یہ ہیں:- رمضان بھی سلوک اور مروت کا مہینہ ہے۔ وہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے۔ خدا نے اس ماہ میں رونے رکھنے فرض کئے ہیں۔ اور رات کو قیام کرنا نفل قرار دیا ہے جو شخص اس ماہ میں نفل نیکی کا کام کرے گا۔ وہ ایسا ہوگا کہ اس نے گویا اور دونوں میں فرض ادا کیا۔ اور جو شخص اس مہینہ میں فریضہ ادا کرے۔ وہ وہ ایسا ہوگا گویا اس نے اور دونوں میں ستر فریضے ادا کئے۔

جو کوئی اس ماہ مبارک میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کراوے۔ اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی۔ اور اگر کسی سے نجات ملے گی۔ اور اس کو روزہ دار جتنا ثواب ملے گا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا۔ حضورؐ ہم میں کس قدر قدرت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کی افطاری کرا سکے۔ حضورؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دینگے جو روزہ دار کو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا پانی پلا دے۔

اس میں حضورؐ کا یہ فرمان کہ رمضان باہمی سلوک اور مروت کا مہینہ ہے مسلمانوں کے لئے خاص طور پر قابل توجہ ہے جس سے ہمیں باہمی مودت و اخوت کا قیمتی سبق ملتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پیدا کرنے والے شہنشاہی فطرت میں یہ خواہش رکھ دی ہے کہ ہم الگ الگ زندگی گزارنے کی بجائے آپس میں مل جل کر رہیں اور ایک دوسرے کے ہمدرد ہوں۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے۔ چنانچہ اسلام نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ ہر مسلمان نبی نوع انسان کا ہمدرد ہو، اُن میں باہم بھائیوں سے زیادہ محبت اور ہمدردی ہو، اور وہ ایک جم ایک جان بن کر رہیں۔ آپس کا اتحاد و اتفاق بڑھے، ظاہر ہے کہ جو کہ پیاس کی تکلیف سے یہ جذبہ پرورش پاتا ہے۔ کیونکہ روزہ کی تکلیف ہمیں اپنے غریب اور مفلس لوگ الحال بھائیوں کی غربت و تکلیف کا کماحقہ احساس کرا دیتی ہے۔

دنیا میں سینکڑوں ہزاروں اور لاکھوں ایسے امیر انسان موجود ہیں جو بے فکری کے ساتھ اپنے سے اچھا کھاتے

پینے ہیں اور دن و رات عیش کرتے ہیں۔ انہیں خبر تک نہیں ہوتی کہ بھوکوں پیاسوں کی تکلیف کیا ہوتی ہے۔ اور ان کی دیوار کے تلے جو ایک بیوہ اور اس کے دو یتیم بچے فاقہ سے بڑھے ہیں ان پر کیا گذر رہی ہے۔ وہ بھوکے ننگوں کی تکلیف جانتے ہی نہیں بلکہ یہ امیر ایسے سخت دل اور خواہش عیش و عشرت سے ایسے مدہوش ہوتے ہیں کہ بھوکے ننگے سوالیوں کو اپنے دروازہ سے ذلت و حقارت کے ساتھ دھکا کر دیتے ہیں۔ غرض اگر کوئی نبی نوع انسان کے ہمدرد نہیں ہو سکتا جب تک ان کو بھوک پیاس کی تکلیف میں مبتلا کر کے غریبوں کی غربت کا مزہ نہ چکھایا جائے۔ پس جب مہینہ بھرتک امر اور خود بھوک اور پیاس کی تکلیف اٹھا کر روزے رکھیں گے۔ تو غریبوں کے دکھ سے بخبری اور ناواقفیت نہ رہے گی۔ اور وہ غریب کیلئے امداد کی آمادگی اپنے اندر پائیں گے۔ غرض روزے کے شخصی و اجتماعی فوائد حد شمار سے باہر ہیں۔ اگر مسلمان ان کو سمجھ لیں اور ان پر عمل پیرا ہو جائیں۔ تو تنہا روزے ہی ان کو عروج و ارتقاء کی انتہائی منزلوں پر پہنچا سکتے ہیں۔ اور طہارت نفس و روحانی پاکیزگی کی جنت میں داخل کر سکتے ہیں۔

اس مہینہ کی ایک رات جو ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر ہے

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر

رمضان المبارک قرآن کے نزول کی سالگرہ ہے

اس طرح کہ قرآن پاک کے حکم کے مطابق اس ماہ میں دن کو روزے رکھے جاتے ہیں اور رات کو نماز تراویح پڑھی جاتی ہے۔ جو رمضان شریف میں مرد اور عورت کے لئے سنت ہو کہ وہ ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اس کو نماز تراویح پڑھنا سنت ہے۔ کیونکہ تراویح روزہ کے تابع نہیں۔ گویا قرآن کے نزول کی سالگرہ جو ختم قرآن کے ذریعہ سنائی جاتی ہے۔ تراویح میں ایک بار پورے رمضان میں قرآن ختم کرنا سنت ہے۔ چونکہ سنت سے مقصود ختم قرآن ہے تاکہ اس مبارک مہینہ میں دنیا کے تمام مسلمان بلا استثناء احکام ربانی کو سن لیں اسلئے علم طبعیوں کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے تراویح کی بیش رکھتیں رکھی گئی ہیں۔

مگر اس نفس پرستی، نفاق انگیزی اور فرقہ بندی کا بڑا ہوک یہاں بھی نفاق و شقاق کی پیمبر لگا دی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ آٹھ تراویح پڑھنی چاہئیں۔ کیا کہنے ہیں اس جوش و خروش اور پیروی سنت کے۔ اگر ان لوگوں میں زہد و عبادت کا ادب نہ تھا تو اسے جذبہ ہوتا۔ تو سو رکعتیں پڑھ کر بھی ”ہل من قرء“ کا نعرہ لگاتے۔ مگر یہاں تو آسان طلبی کا معاملہ ہے۔ خیر میں ان سے کیا۔ چاہے وہ آٹھ بھی نہ پڑھیں۔

واقف ہے یعنی شب قدر! جو غالباً ستائیسویں شب ہوتی ہے۔ اس ایک رات میں خدا کو یاد کرنے والا ایسا ہوگا گویا اس نے ہزاروں مہینوں کی راتوں میں خدا کی عبادت کی۔ اور اسی حساب سے اس کے عمل پر اجر مرتب ہوگا یعنی شب قدر کی عبادت کا ثواب عابد کو اتنے ملے گا جتنا ہزاروں مہینوں کی راتوں کی عبادت کرنے سے ملتا ہے۔ اللہ اکبر! کس قدر ثواب عظیم اور اجر کثیر ہے۔ گویا اس رات میں اجر و ثواب کا خزانہ کھل دیا جائے۔ سچ ہے۔

”رحمت حق یہاں ہے جو نید“

حضور کے ارشاد کے بموجب اس رات کے متعلق ہمارا یہ طرز عمل ہونا چاہئے۔ کہ ہم اس کو شب بیداری۔ و عبادت گذاری، توبہ و استغفار اور دعا و مغفرت کے لئے مخصوص کر لیں۔ مگر ہائے افسوس اس رات میں عوام الناس کا سارا زور عمل مسجدوں کی زیبائش و آرائش اور مٹھائیوں کی تقسیم پر صرف ہو جاتا ہے۔ چند ہی متبرک نفوس ایسے ہوتے ہوں گے جو عبادت میں مشغول رہتے ہوں گے۔ کاش! ہم مسجدوں کی روشنی و آرائش کے ساتھ ساتھ ضیائے قلب اور تنویر قبرا کا بھی سامان کریں۔ آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی کے ساتھ روح کو چلا دینے کا بھی فکر و اہتمام کریں۔ اور مٹھائیوں کی لذت چشیدگی کے ساتھ عبادت کے لطف و سرور سے بھی مسرت اندوز ہوں۔

رمضان کو رمضان کیوں کہتے ہیں؟

رمضان لفظ 'رمض' سے مشتق ہے۔ اور رمض اس بارش کو کہتے ہیں جو برسات سے پہلے ابتداء کے جولائی میں ہوتی ہے۔ اس مہینہ میں پہلے عشرہ میں رحمت، دوسرے میں مغفرت الہی، اور تیسرے میں گناہگاروں کو آتش دوزخ سے نجات ملتی ہے۔ گویا اس مہینہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر رحمت و مغفرت کی بارش ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو رمضان کہا جاتا ہے؛ نیز ان بن مالک سے روایت ہے:-

قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما سمي رمضان اس لئے کہا جاتا ہے۔
رمضان لان رمضان
بیرمض الذنوب -
کہ رمضان گناہوں کو جلا دیتا
ہے۔
(تفسیر ظہری ص ۳۲)

رمضان شریف میں پندرہ جمعہ تیں نازل ہوتی ہیں

اول رزق کی فراخی۔ دوسرے زیادتی زرواں تیسرے کھانا پینا سب عبادت میں لکھا جاتا ہے۔ چوتھے کل نیک اعمال دوچند ہو جاتے ہیں۔ پانچویں روزہ دار کے لئے زمین و آسمان کے فرشتے بخشش کی دعا مانگتے ہیں چھٹے شیاطین مقید ہو جاتے ہیں۔ ساتویں رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

آٹھویں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ نویں ہر رات میں سات لاکھ گناہگار دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ دسویں ہر جمعہ کی رات میں اس قدر دوزخی سے آزاد ہوتے ہیں جتنے سات دن میں ہوئے۔ گیارہویں آخر رات میں روزہ داروں کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ بارہویں ہر روز بہشت کو سنوارا جاتا ہے۔ تیرہویں روزہ داروں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ چودھویں روزہ داروں کا تمام بدن گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ پندرہویں روزہ داروں کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

الفرض رمضان المبارک کا مہینہ مجموعہ حسنات و برکات ہے۔ جس کا ایک ایک لمحہ سعادت اندوزی کے لئے بیش قیمت اور قابل قدر ہے۔ خدا کی رحمت و بخشش کی نزلنے کھل جاتے ہیں۔ خدا کے کریم کی مغفرت معصیت شعاروں کو مژدہ سناتی ہے کہ جس کو جنت میں داخل ہونا ہوا اور دیدار الہی کا ستمنی ہو وہ روزے رکھ کر بدو نوں نعمتیں حاصل کر لے یہی مہینہ ہے جس میں معصیت و شقاوت کے شیطان کی جذبات و تخیلات پر موت طاری ہوتی ہے۔ گناہوں کی قوت مضاعف ہوتی ہے۔ نفس سرکش کے مذہب تقویٰ کی لگام دہی جاتی ہے۔ اور نور ہدایت کی فضا میں پھیلنے والی روشنی کائنات کے ہر ذرہ اور عالم کی ہر چیز کو منور کر دیتی ہے۔ انسان کے غرور و انانیت کا ایوان یکایک زمین پر

آرتنا ہے۔ بدستی کا ہنگامہ فرو ہو جاتا ہے۔ ناپاک روحن۔ اور
بدباطن طبعین بدستور گناہوں میں ماوث رہتی ہیں۔ خدا کے
نافرمان بندے عبدیت کے قیود سے آزاد ہو کر فرعونی لباس
میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اگر تھے ہیں۔ غراتے ہیں نفس و شیطان
کی غلامی کی سند حاصل کرتے ہیں۔ اور اس ماہ مبارک میں
سبھی جوانی و شہوانی جذبات کا شکار رہتے ہیں۔ ان کے مقابلہ
میں سعید روحن خدا کی عبادت اور فرمان برداری سکینیت
طمانیت پاتی ہیں۔ انسانیت کے جامہ میں فرشتہ صفت بن

جاتے ہیں۔ پس شقی اور بدبخت ہیں وہ ناہنجار نام کے مسلمان
جو اس مہینہ میں پیٹ کے کتے بنے رہتے ہیں۔ اور خوش
قسمت ہیں وہ فرشتہ خصلت مسلمان جو روزے رکھ کر اور
تراویح پڑھ کر اس ماہ مبارک کا حق ادا کرتے ہیں۔ اور جنت میں
اپنا گھر بناتے ہیں۔ خوشخبری ہو ایسے مسلمانوں کو۔

یہ فردوس میں گھر بنانے کے دن ہیں
یہ بگڑا مقدر بنانے کے دن ہیں
یہ ذرہ کو اختر بنانے کے دن ہیں
یہ قطرہ کو گوہر بنانے کے دن ہیں
یہ دن وہ ہیں دنیا کو بے ناز جن پر
ہے تران جنت کا ہر ساز جن پر

ایمان والوں کو پیغام عمل

مسلمانو! بگوش ہوش سن لو کہ رمضان کے مبارک و

مسعود مہینہ میں شوقین تعمیرتوں کے سامنے روحانی کمالات
و تجلیات کا ایک بڑا میدان ہوتا ہے۔ اور وہ روحانی مناظر کا
ایک عظیم الشان و عظیم القدر ذخیرہ پاتے ہیں۔ پس جو چاہے۔
رمضان کی خداوندی رحمتوں اور برکتوں کے در پہلے کمال
میں جھانکے خود فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو مستفید
ہونے کا موقعہ دے۔ جو دروازہ کھٹکھٹائے گا۔ اس کے لئے
کھولا جائے گا۔ جو نیکی کی طرف بڑھے گا بڑھایا جائے گا۔ اور
جو باب رحمت و مغفرت کے دروازہ کی کنڈی نہ ہلائے گا۔
اس کو سوائے حسرت و ارمان کے اور کچھ نہ ملے گا۔

پس جو گوش شنوا۔ محض رسا۔ قلب سلیم اور اپنے دل
کی گہرائیوں میں نیک عمل کی خواہش اور سچی نرپ رکھتا ہو۔
وہ شن لے گا۔ اس عظمت و بزرگی والے ماہ کی ہر ساعت
مومنوں کو پیغام عمل نکالے اور مشرودہ جنت ستاتی ہے۔

میں نے آپ کو بتلایا ہے۔ کہ روزہ دار روزے رکھ کر
انسانیت کے جامہ میں فرشتہ صفت بن جاتے ہیں۔ یہ ایک
شاعرانہ مبالغہ نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت ہے۔ ذرا غور کرو خدا
کے روزہ دار بندے اس ماہ کو کیسے گزارتے ہیں۔ اور ان کی
کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ان کے دن و رات طاعت و عبادت
الہی میں گزرتے ہیں۔ مجاہدات کا یہ حال ہوتا ہے۔ کہ دن کی جھڑک
اور پیماس کے بعد اسی روزہ اظہار ہی کیا تھا کہ نماز مغرب کا بلاوا
آگیا۔ اور تھکا ہارا روزہ دار جناب الہی میں سرسجود ہو گیا۔ مسجد میں
خدا کے قدوس کے پرستاروں سے بھر گئیں۔ باقی برصغیر ۳۴

تحرک یکساں حقیقت و صداقت کی کسوٹی پر

(از مولانا سید نذیر الحق صاحب قادری میسرٹ)

ہے کہ اس نے ان کی فلاح و بہبود اور نجات دستگاری کیلئے کچھ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار بیس کو دنیا میں بھیجا انہوں کو دنیا میں سبک بڑا کام کیا تھا وہی خدمت خلق پس ہمدردی خلق کا درس دینے والا اور اس کو عبادت کے درجہ میں رکھنے والا مذہب صرف اسلام ہے۔

اس کا ثبوت یہ ہے کہ مساوات کی تعلیم صرف اسلام دیتا ہے اور اخوت انسانی کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرتا ہے باقی دنیا کے کسی مذہب میں بھی ہمیں مساوات کی تعلیم نظر نہیں آتی اس بات کا ثبوت کہ مساوات کی تعلیم صرف اسلام میں ہے اس کے متعلق قرآن حدیث سے ہزار باطنی علمی دلائل مشاہدہ پیش کئے جاسکتے ہیں اور ان کو سادی دنیا جاتی ہے مختصر طور پر اتنا جان لینا کافی ہے کہ مساوات کا بہترین علمی اور ٹھوس ثبوت اسلام کی پیروی و نمازیں اور مسجدیں ہیں۔ اور ہندوستان میں غلاموں کی بادشاہی۔

پس مذہبی طور پر اچھوتوں سے جو ہمدردی مسلمانوں کو

اسلام دنیا میں حق و صداقت کا دعویٰ اور جمہوریت مساوات کا علمبردار بن کر آیا ہے۔ اور بلا تفریق مذہب ملت تمام انسانوں کی راحت و آسائش اس کا نصب العین ہے چنانچہ بغیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

خیر الناس من یفزع بہتر و برتر انسان وہ ہے جو انسان سے بچائے۔

اگر منظور دیکھئے تو ہمدردی خلق اور اس کی نفع رسانی سے بڑھ کر اسلام کے اندر کوئی عبادت نہیں۔ ہم خواہ کتنی ہی خدا کی محبت و اطاعت کریں لیکن ہم اس کی محبت اطاعت کا حق کا حقہ قیامت تک بھی ادا نہیں کر سکتے۔ یاں جو چیز ہمارے محبت اطاعت الہی کے جزوہ صادقہ کا ذریعہ شناخت بن سکتی ہے۔ وہ مخلوق کی نفع رسانی ہے یعنی اگر ہم خدا کی محبت اطاعت کے دعویدار ہیں تو ہمارے اس دعویٰ کا اقصا ہونا چاہئے کہ ہم خدا کی مخلوق سے محبت کریں۔ اسکی خدمت کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہیں اور اسکی راحت و آسائش کا ہر وقت خیال رکھیں کیونکہ خدا کو اپنی مخلوق کی بہائی

(رگوبند آدمی جہاں شیعہ جموں کا مہم جو ۱۹۳۲ء) ایک منتر کی
تشریح (از دیانند)

یعنی ویدک ایشور جہاں وغیرہ ذائل اور پنج صفا سے شودر
کو پیدا کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ شودر پیدا شدنی طور پر ذلیل ٹھہرتا
اور اچھوت ہیں۔ پرمانہ نے ان کو ناباہمی ذلیل صفا توں سے ہے۔
اب ہے کسی ویدک دہرم کی ہمت جرات کہ پرمانہ کی دی ہوئی
ذلت کو عزت سے تبدیل کر دے اور سچا ویدک دہرم اچھوتوں کو
اپنے سینے سے لگالے؟

اب منو سمرتی کے چند قوانین ملاحظہ ہوں:-

اگر کوئی لڑکی کسی برہمن سے زنا کرے تو لڑکی کو کوئی سزا نہیں دی جاتی
لیکن اگر وہ کسی دوسرے سے زنا کرے تو اس کو گھر میں قید رکھے۔
منو ۲۶۲

اعلیٰ ذات کی لڑکی سے زنا کرنے والا پنج خاندان کا مرد
واجب القتل ہے لیکن اونچی ذات کا زنا کرنے والا
واجب القتل نہیں ہے بلکہ وہ لڑکی کے والدین کو کچھ

معاوضہ دے دے۔ منو ۲۶۳

برہمن خواہ دنیا بھر کے پاپ کرتا ہو۔ گناہوں کو قتل کی سزا
نہیں دی جاتی چاہئے۔ بلکہ اس کی تمام جائداد کے ساتھ اپنے
راج سے نکال دے۔ منو ۲۶۴

برہمن کا سر ہونڈنا اس کے قتل کے برابر ہے۔ مگر دوسرے
دروہوں کا قتل ہی اسی قتل ہے۔ منو ۲۶۵

اگر کوئی برہمن کسی کھشتری یا دیویشانی سے اس کے

ہو سکتی ہے۔ وہ مندوں کو برہمن نہیں ہو سکتی مسلمان تو خدا سے
چاہتے ہیں کہ یہ خدا کی مخلوق برہمن اقتدار سے آزاد ہو
اور اس کا ہر طرح بھلا ہو لیکن جہاں یہ دیکھتے ہیں کہ اچھوت اُدھار
سے بھی اچھوت ہیں تو کفر کی کچھڑ میں دھنسے رہیں گے مگر وہ
ہندو برادری میں مثال ہو کر سچی مساویانہ حقوق حاصل نہ کر سکیں گے
تو مسلمان جمہور جو باہمی میں کہ اس کی نظر اور فریب تحیل کے عکس ہوئی ہو
کو چاک کر کے اپنی اصلی صورت بنادو لکھا دیں۔ اور اچھوت اس سہری
جال میں پھنسنے کی حقارت لیں۔ آئیے اور ہندو دہرم میں اچھوتوں کی
حیثیت ملاحظہ فرمائیے اور پھر غور کیجئے کہ ہندو دہرم کیا کھ رہا ہے
اور ہندو کیا کر رہے ہیں؟

ہندو دہرم میں اچھوتوں کی حیثیت

ہمیں نیک بننے کے ساتھ اعتراف ہو کہ ہندو دہرم کے متعلق
جو انتہیت ہندو جہانیوں کو ہو سکتی ہے۔ وہ ہمیں نہیں ہو سکتی۔ وہ
اپنے مذہب کے متعلق بہر حال ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ مگر میں اپنے
اس اعتراف ہندو جہانیوں پر سلامتی امانت دیانت کا سکہ بٹھا دینا
چاہتا ہوں جو نے ان محقق و محسنین کے اسلامی عقائد کا سنہ چڑایا کرتے ہیں
ہم ہمارے سامنے منو سمرتی موجود ہے۔ جو ہندو دہرم کی معتبر و
مستند فقہ ہے۔ ہم اسی سے اچھوتوں کی حیثیت دکھائیں گے۔ مگر پہلے
ایک دید منتر سے بھی ثبوت لے لیجئے۔

ایشور مہر رکھ پن آدمی پنج گنوں سے شودروں کی
پیدائش کرتا ہے۔

گھر میں نہ مارے تو اس کا سر بھی نہیں موٹنا چاہئے۔

بلکہ معمولی جہانہ کر کے چھوڑے منو ۱۷۲

اگر کوئی شوگرسی دو کچے برابر بیٹھے تو اس کی کریمیں

دل و غے کے گاڈس سے نکال دینا چاہئے یا اس کے

چوتراؤں کو بھوٹا سا کاٹ ڈالنا چاہئے منو ۱۷۳

اب اگر ہمارے ہندو بھائی منوسرئی سے ہی انکار کریں تو پھر ان کی مذہبی پوزیشن سخت خطوں میں پڑ جاتی ہے پھر اگر کسی حقیقت کو اس طرح چھپانا جائز ہو سکتا ہے۔ تو حق و باطل کی تیز میناری دنیائے اٹھ جانا ہے نیز ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ہندو جانیں اور ان کی منوسرئی ہاں اس حقیقت سے وہ انکار نہیں کر سکتے کہ برہمن اپنے آپ ہمیشہ ایشور کا کچھ اور دھرم کا اجارہ دار سمجھتے رہے۔ اور برہمنوں کے دل و دماغ میں اچھوتوں کی طرف سے جو نفرت و تحارت مٹی جی ہوئی جو اس کو دور کرنا پوری ہندو قوم کی طاقت سے باہر ہے جن برہمنوں نے ٹکڑی تریوں کی حکومت کا تختہ الٹ دیا تھا۔ ان کے مقابلہ میں بچا سے گاندھی جی اور پوری آریہ سماج کیا کر سکتی ہے۔

لیجئے ایک ہندو پنڈت رتم دیاس جی کی شہادت ملاحظہ ہو۔

کھشتری حکومت کی تباہی کے اسباب

ایک زمانہ ایسا آیا تھا جب علم کے ٹھیکیدار برہمنوں کے

دماغ میں برتری اور عدم مساوات کا بھوت سما گیا تھا

سوسائٹی میں سبے بلند مرتبہ قابل ہونے کے باعث

ان کے دماغ آسمان سے باتیں کرنے لگے تھے۔ انہوں

نے ہندو سوسائٹی میں یہ اصول رائج کر کے دنیا کے

اندروں میں مساوات پیدا کر دی تھی۔ کہ تو جرم کرنے پر بھی

برہمن قابل سزا نہیں ہے۔ اس اصول نے آہستہ

آہستہ بڑی بھیاٹنگ شکل اختیار کر لی۔ اگر ہمیں لاکھ

جرم کے گزیر سزا سے بالاتر ہونے کے باعث ہمیشہ میں

مالی کار وائیاں کرتے تھے۔ انہوں نے دنیا کو کوئی نقصان

پہنچائے مگر کسی دوسرے کو ایسا اختیار حاصل نہ تھا کہ

ان کو بھی کوئی نقصان پہنچا سکتا اس وقت دوسری ذات

والوں کو برہمنوں کی خاک پا اپنے ماتھے پر لگانا پڑتی تھی

ان دنوں ایسا مانا جاتا تھا کہ برہمن جو کچھ کہدے اگر وہ

کیا جائے تب تو نجات ملے گی۔ ورنہ نہیں۔ برہمن جو کچھ

کرنا چاہتے تھے وہی کام طاقت سداہارنے والا مانا جاتا۔

اور اس کے خلاف جو کچھ کیا جاتا وہ طاقت بگاڑنے

والا سمجھا جاتا یعنی ویدا ورشاستر سب پر پانی پھیر کر

برہمن کا قول ہی ایشور کا قول ہو گیا تھا۔ اس بھیاٹنگ

ورن و مشتمل کے باعث دنیا کا کنٹرول ہونے لگا۔

کھشتری اور ریشی ذات کے لوگ ان باتوں سے

بیمددھی اور پریشان ہوئے۔ وہ سوچنے لگے یہاں تو

برہمنوں کی مرضی کے خلاف کام کرنا ہی گناہ ہے اور یہاں

گناہ کا کفارہ بھی برہمنوں ہی سے کہ جس نے احکام سے کرنا

پڑتا ہے۔ اب کیا کریں؟ کہاں جائیں؟ اس مذہبی اذیت

سے ان کو کون نجات دے گا؟ ہر قسم کمکوں سے

محروم کرنے والے برہمنوں سے کون رہائی
دلائے گا؟ (سوانح پرشورام ہندی ص ۱)

آخر جب کھشتریوں نے تنگ آکر برہمنوں کے خلاف بغاوت
کر دی اور برہمنی اقتدار کے پوٹے سے آزاد ہونے کیلئے برہمنوں پر
حملہ کیا۔ تو برہمن کے اہلکار دار برہمن ہی غالب آئے چنانچہ ان کے
کچھ تاسروں پر شورام یہ عہدہ کر کے اٹھے کہ جب تک دنیا کے کھشتریوں کا
نام و نشان نہ مٹا دوں گا۔ دم نہ لوں گا۔ مہا بھارت اٹھا کر دیکھئے
کس طرح کھشتری موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے؟۔

مہاراجہ شوک کی حکومت کی تباہی

بھی اسی ذہنیت کے باعث ہوئی۔ برہمنوں کے اسی جذبہ انانیت
نے اس کو وسیع مضبوط اور عدل پرور حکومت کی اینٹ سے
اینٹ بجا دی۔ چنانچہ ایک ہندو انصاف پسند فاضل مہا ہو
بادیہیلے پنڈت ہریشاد شاستری فرماتے ہیں۔

اس ہنگام میں برہمنوں کی سازش صاف صاف
دکھائی دیتی ہے۔ اس کا سبب جیسا کہ پہلے بتایا
جا چکا ہے۔ یہ تھا کہ شوک نے اپنی حکومت میں جانوروں
کی قربانی بند کر دی تھی۔ مگر پتہ پتر نے سخت پریشیتھے
ہی مدارِ خلافت میں اشومیدہ گیہ کیا۔ کیا اس کو مذکورہ
بلا سبب کی تائید نہیں ہوتی؟ بعض بودھ نصایف
میں لکھا ہے کہ پتہ پتر بودھوں کا دشمن تھا۔ یہ بات
غلط نہیں معلوم ہوتی۔ پتہ پتر کے راجہ بننے کے

تھوڑے ہی دن بعد برہمنوں کا مرتبہ بڑھ گیا اور مور یہ ملک
کے علاوہ اور بھی دور دور ان کا اثر پھیل گیا۔ برہمنوں نے
بودھ اور جین دھرم کی اشاعت روک دی۔ (مگدھ
پراچین انکوائس مصنفہ پنڈت لالہ سرن پالویہا ص ۱۷۷)

ان تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ برہمنوں نے ہمیشہ حریت و
مساوات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ انہوں نے بودھوں اور جینوں
کی حکومت کو اسی لئے تباہ کیا۔ کہ اس میں حریت و مساوات کی
جھلک تھی اور اس گروہ کی ذہنیت نے کسی بھی اصلاحی تحریک کو
پہنپنے نہیں دیا کیا آج یہ ذہنیت بدل گئی ہے؟ نہیں بلکہ بدستور
وہی ذہنیت موجود ہے چنانچہ ہندوستان بھر کے سناٹن دہری
تحریک کے جن کے خلاف اپنے فصد کا اظہار کر رہے ہیں۔ اسی تھوڑے
دنوں کا ذکر ہے کہ ضلع ہوشیار پور کے سناٹن دہریوں کا ایک
جلسہ میں یہ قراردادیں پاس کی گئیں۔ کہ

گانڈھی جی لائبریب ہیں اور وہ ہمارا دھرم بھڑٹ
کر دینا چاہتے ہیں؟

بتلائیے اس ذہنیت کی موجودگی میں گانڈھی جی کی تحریک کیسے
کامیاب ہو سکتی ہے؟ ہمیں تو یہیل منڈے چڑھتے نظر نہیں آتی
پس ہندوستان کے اچھوتوں کو سن لینا چاہئے کہ۔

مساوات انسانی کا درس دینے والا پہلا
اور آخری مذہب صرف اسلام ہے۔

یہ ایک آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت ہے۔ کہ حریت
و مساوات کا منبع و ماخذ اور اخوت انسانی کا سرچشمہ صرف

اسلام ہے۔ اسلام ہی اچھوتوں کو اپنے دامن رحمت میں لیکے ان کی غلامی کی زنجیریں کاٹ سکتا ہے اور ان کو اپنے سینے سے لگا سکتا ہے۔ اور ہندو دھرم کی بنیاد منوں کے دھرم شاستر قائم ہے۔ اور اس کتاب میں ہندوؤں کو بلحاظ معاشرت چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس سے کسی ہندو کو بھی انکار نہیں ہو سکتا ہاں اگر رات کو زبردستی دن ہی ثابت کرنا مقصود ہو تو یہ دوسری بات ہے۔

ہماری یہ کمزور آواز کون گاندھی جی تک پہنچے کہ اگر آپ کی تحریک میں خدمت خلق کا سچا جذبہ کار فرما ہے اور یہ آپ کے دل کی صد رہے تو آپ ہندو دھرم کو شیاگ کر اسلام کی شکل میں آجائیں کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو تمام بنی نوع دنیا والوں کو بتلادیں کہ حریت و مساوات کا پورے پورے پیرو گیندا کریں اور دنیا والوں کو بتلادیں کہ حریت و مساوات کا پورے پورے پیرو گیندا کریں اور

انسان کو ایک رشتہ اخوت میں منسلک کرنا ہے شاہ دگدر کو ایک صف میں کھڑا کرنا ہے۔ ادنیٰ اور اعلیٰ کی یکسوئی و تفریق مٹا کر سب پر رحمت کو دروازے کھولنا ہے۔ انسانیت کا بول بالا کرنا ہے اور یہ باتیں ایسی شہو و محسوس ہیں جن کے ثبوت کی بطلان ضرورت نہیں پس اگر اس چھوٹ چھات کے خلاف جہاد کرنے میں کوئی سیاسی مصلحت مد نظر نہیں اور حقیقت میں آپ ایک مظلوم اور ذلیل فرقہ کو انسانیت کا درجہ دینا چاہتے ہیں تو ہندو دھرم

تیاگ دیں اور آغوش اسلام میں آکر انسانیت کا بول بالا کریں۔ ورنہ مسلمان یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ آپ کے قول و فعل میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آج ضرورت ہے کہ مسلمان اسلامی حریت و مساوات کا پورے پورے پیرو گیندا کریں اور دنیا والوں کو بتلادیں کہ حریت و مساوات کا پورے پورے پیرو گیندا کریں اور

دنیا والوں کو بتلادیں کہ حریت و مساوات کا پورے پورے پیرو گیندا کریں اور

قوانین قدرت

بِسْمِ اللّٰهِ اَشَاعَتْ كَذِبَاتُ

ذمہ۔ كَانَ اللّٰهُ وَلَهُ رِکْنٌ مَّعَهُ شَيْءٌ۔ سائنس تو فیصلہ نہیں کر سکتی کہ ایک وقت پیدا ہوتی یا قانونِ زوال حرارت بدل گیا۔ تو لازم ہے کہ یہ استدلال بیکڑے اور استادموجود ہے۔ لہذا چاہئے کہ سائنس اقرار کرے کہ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِکَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

طاقت کی نسبت قانونِ زوال حرارت سے نتیجہ نکل چکا ہے کہ طاقت یا نوپ کی گئی عدم سے اور یہ قانونِ زوال حرارت مستقل نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ قوانین کسی کے تابع ہیں اور وہ اللہ جل جلالہ و علم و ادب ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمام اشیاء کو عدم سے پیدا کیا اور ایک وقت تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی چیز

اپنی کمانوں کو توڑ بیٹھے ہوئے ہیں یعنی یا ایک خاص قانون قدرت کو جن قوانین کی کیفیت اور گزند پہنچی ہے سُنَّتِ اللہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو مکہ سُنَّتِ اللہ تبدیل نہیں ہوتی۔ تحویل نہیں ہوتی لہذا یہ قانون قدرت تحویل نہیں ہوتا۔ تبدیل نہیں ہوتا۔ مگر ہوشیار ہو جائیں تاکہ سچ لیں کہ سُنَّتِ اللہ جس کا یہ بار بار قرآن شریف سے ذکر لاتے ہیں کیا ہے اور یہ قانون قدرت کیا ہے تمام آیات قرآن شریف متعلقہ سنت ہیں۔

قرآن مجید

پ ۵۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَلَّبِينَ ۝ ترجمہ :- تمہارے پہلے سے سنتیں گزری ہیں۔ پس زمین میں سیر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا تھا۔

پ ۶۔ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ ترجمہ :- اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تمہارے لئے سیان کرے اُن کی سنتیں جو تمہارے پہلے سے ہوئے ہیں اور اُن کی سنتوں کی طرف رہنمائی کرے اور تم پر پھر کرے اور اللہ تعالیٰ تمام ظلم والار اور تمام مکت والہ ہے ۝

پ ۱۹۔ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مِمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ترجمہ :- کہو ان لوگوں کو کہ اگر وہ بد اعمالیوں سے باز آجائے تو ان کے گناہوں کو مٹا دیا جائے گا۔

پ ۲۰۔ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مِمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ترجمہ :- کہو ان لوگوں کو کہ اگر وہ بد اعمالیوں سے باز آجائے تو ان کے گناہوں کو مٹا دیا جائے گا۔

صاحبان!۔ یہ تمام کالجزات و توساٹس کے ساتھ ہوئی اور سائنس مشرف باسلام ہوئی۔ مگر سائنس نے کی کہ واہ اس چراغ کے تے تو اندھیرا ہے۔ ہم بتاتے ہیں کہ اس نور چراغ کے تے اندھیرا نہیں ہے۔ اسلام کی مثال زبانہ چراغ کی ہے۔ زبانہ چراغ میں تین جگہ ہوتے ہیں۔ حصہ اندرونی غیر جلتا ہوا حصہ درمیانی درمیانہ جلتا ہوا۔ اور حصہ بیرونی مکمل جلتا ہوا۔ اسلام درمیانی بہترین حصہ جو نورانی ہے۔ اگرچہ اندرونی اور بیرونی جگہ بھی یہ دم ماریں کہ وہ بھی اسلام ہیں مگر واقعی وہ خارج از اسلام ہیں۔ اسلام نور ہے۔ اندھیرا خواہ بکے اندر نظر آئے یا باہر وہ کفر ہے۔ مگر واقعی خود اسلام کے اندر اندھیرا نہیں ہے۔ جیسا کہ درمیانہ زبانہ کی ذات میں کوئی اندھیرا نہیں مگر درمیانہ نورانی زبانہ سے گھری ہوئی جگہیں اندھیرا ہے اور بیرونی زبانہ کو گھیرتی ہوئی جگہ میں بھی اندھیرا ہے۔ اندرونی اندھیرا سبب ہے۔ اور بیرونی اندھیرا نیلگون۔ یہ اندھیرے جب تک اپنی جگہوں میں موجود ہیں اندھیرے ہی ہیں۔ ہاں اندرونی اندھیرا مادہ اپنی جگہ کو چھوڑ کر نورانی درمیان میں آنے سے روشن ہو جاتا ہے۔ اور بیرونی اندھیرا مادہ زبانہ کو چھوڑ کر دروازہ خور کے درختوں کے پتوں کے پاس آجائے تو درخت کے بیج میں ہو کر تیل کی شکل میں پھول کر کل کر پھر چراغ میں آجائے اور زبانہ کی اندرونی اندھیری جگہ سے گذر کر زبانہ کی درمیانی جگہ میں آجائے تو روشن ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ جو ان بہرہ و اندھیروں میں ہیں۔ وہ وہاں ہی بیٹھے ہوئے ٹٹولے مار رہے ہیں اور درمیانہ نور میں نہیں آتے کہ خیر الاسود اور اللہ پاک سے اس سے بہرہ یاب ہوں یہ لوگ کمان کے دونوں کونوں کو ملا کر

الْأَوَّلِينَ

ترجمہ :- کہدو ان کو جو کافر ہوئے کہ اگر وہ باز آئیں تو جو کچھ
گذر چکا ہے میں تم کے لئے معاف کیا جاوے گا اور اگر وہ دہر
اپنی موجودہ حالت کی طرف پھر آویں میں پہلوں کی سنت گذر
پہلوں سے ۵

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شَيْعِ الْأَوَّلِينَ ۚ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يُرْسِلَ إِلَّا أَنْزَلْنَا بِهِ يُصْطَفَرُونَ ۚ كَذَلِكَ نَسْلُكُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ۚ

ترجمہ :- اور البتہ صحیح چلے ہم تجھ سے پہلے پہلوں کے
گروہوں میں ۵ اور نہ آتاں کے پاس کوئی رسول (سے) مگر
تھے اس کے ساتھ ٹٹھا کرتے ۵ اسی طرح ہم اس کو بحرِ مومنوں
کے دلوں میں راہ دیتے ہیں ۵ اسکے ساتھ ایمان نہیں لاتے۔
اور پہلوں کی سنت گزرنے لگی ہے۔ ۵

(٥) وَكَأَن كَادُوا بِالسِّفْرِينَاكَ مِنَ الْأَرْضِ
لِيُزَيِّجَنَّكَ مِنْهَا وَإِذْ الْأَيْلُشُونَ خِلَافَكَ
إِلَّا قَلِيلًا سَنَهُ مِنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ
مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا

ترجمہ :- اور تحقیق وہ ہیں نزدیک اس امر کے کہ البتہ
نتیجہ کو اس زمین سے چھٹا دیں تاکہ مجھ کو اس سے کمال دیں۔
اور تب وہ تمہارے پیچھے نہیں شیریں گئے (یہاں) مگر حضورؐ

(۲) سنت اُس کی جس کو ہم بھیج چکے تہا رہے پہلے اپنے رسولوں

۱۶) ۲۰۔ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمْ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ ۚ أَلَا يَأْتِيهِمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۚ أَوْ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۙ

ترجمہ :- اور میں منع کیا لوگوں کو اس سے کہ ایمان لاؤ یہی جہاد
آئی ان کے پاس یہ ہدایت اور کہ طلبِ آمرزش کریں اپنے رب سے
مگر اس بات سے کہ آوے اُن کے تئیں پہلوں کی سنت یا آوے
اُن کے تئیں عذابِ سزا سے ۵

(٤) ٢٦ - مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَدٍّ مِنْ فِيمَا
فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ
قَبْلُ ۖ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ۖ
وَالَّذِينَ يَبُلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَحْشُونَ
وَلَا يَحْشُونَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ بِأَلْوَحْيٍ
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ
رَسُولَ اللَّهِ وَجِئْنَاكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

ترجمہ :- اس نبی کو اپنی مٹی (روح) نہیں ہے۔ اس میں جو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے لئے فرض کیا ہے، سمیت اللہ (تعالیٰ) کی بیچ اُن کے جو پہلے سے گذرے اور ہے اللہ (تعالیٰ) کا امر (دورست)، انداز کیا ہوا ہے وہ جو پہناتے ہیں اللہ (تعالیٰ) کے رسالات اور ڈرتے ہیں اُس سے اور نہیں

کسی ایک سے مگر اللہ (تعالیٰ) سے ط اور کافی ہے اللہ تعالیٰ
 بحیثیت تمام حساب جاننے والے کے نہیں ہے محمد ۱۶،
 باپ کسی کا تمہارے مردوں میں سے اور لیکن اللہ تعالیٰ کا
 رسول ہے اور تمام نبیوں کا خاتمہ اور ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک
 شے کا تمام علم رکھنے والا

(۸) پ ۵۔ لَنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي
 قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنْ يَخْرُ
 يَتْ بِهِمْ شَيْءٌ لَا يَخْلُؤُوكَ وَكَانَ فِيهَا أَقْلِيلًا
 مَّا لَعُونِيْنَ؟ أَيْنَمَا تَقْتُوا أَحَدٌ وَاقْتُلُوا
 تَقْتِيلًا سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ
 وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا

ترجمہ :- البتہ اگر نہ باز آئے یہ منافق اور وہ جن کے
 دلوں میں مرض ہے اور جو مدینہ (شریف) میں خبر غلط پھیلاتے
 ہیں تو البتہ تم تجھ کو ان کے پیچھے لگاؤ گے تو زان بعد وہ
 تیری ہمسائیگی میں نہ تعمیر گے مگر تمھوڑا (عرصہ) لعنت ہو
 جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور قتل کئے گئے قتل کیا جانا

سنت اللہ تعالیٰ کی پیچ اوں کے جو پہلے سے گذرے
 اور ہرگز نیا سے گا تو اللہ تعالیٰ کی سنت کے بدلنا

(۹) پ ۱۔ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَنْ
 جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ أَحَدٍ
 الْأُمَمِ فَلَمَّا جَاءَهُمْ ذُنُوبُهُمْ أَدْنَاهُمْ إِلَّا
 لَقُوا رَأَاهُنَّ أَسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرُ السَّيِّئِ

وَلَا يَحْقِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ فَهَلْ
 يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ فَلَنْ تَجِدَ
 لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ
 تَحْوِيلًا أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا
 كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا
 أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُخْزِيَهُمْ مِنْ
 شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ
 عَلِيمًا قَدِيرًا وَلَوْ يُوَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ
 بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهِمْ ذَاتَ بَلَةٍ
 وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَلَمَّا جَاءَ
 أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا

ترجمہ :- اور قسم کھائی انہوں نے اپنی قسم کی جہد (کوشش)
 کے مطابق کہ البتہ اگر اُسے اُن کے پاس ڈرانے والا تو البتہ وہ
 ہو جاویں ضرور ہر واحد گروہ سے زیادہ ہدایت یافتہ پس جب
 آیا اُن کے پاس ڈرانے والا تو نہ زیادہ کیا اُن کو اس امر نے
 مگر قدرت اُس سے بجاگ جانے میں یہ سبب طلب بزرگی کے
 اس زمین میں اور یہ سبب کرمی کے اور نہیں گھبرنا کرید مگر
 اپنے اہل دکنے والے کو اپنی نہیں دیکھ رہے ہیں مگر پہلوں کی
 سخت کوہ پس ہرگز نہیں پاوے گا تو سنت اللہ کے لئے بدل
 جانا اور ہرگز نہیں پاوے گا تو سنت اللہ کے لئے پھر جانا
 کیا پس نہیں سیر کیا انہوں نے اس زمین میں پس نہیں دیکھا
 انہوں نے کہ اُن کا انجام جو ان سے پہلے سے تھے کیسا ہوا

اور تھے وہ) زیادہ تر سخت ان سے از روئے قوت ما اور نہیں ہے (یہ شایان) اللہ تعالیٰ (کے حضور میں) کہ آسمانوں میں کی کوئی چیز اُس کو عاجز کرے اور نہ ہی کوئی چیز زمین میں کی تحقیق وہ ہے تمام علم والا تمام قدرت والا اور اگر اللہ تعالیٰ انسانوں کو اُس کے باعث پکڑے جو انہوں نے کیا ہے تو اس زمین کی پشت پر دایہ حیوان کو نہ چھوٹے اور لیکن نیچے رکھا ہے اُن کو ایک اجل (وقت معلومہ نامزدہ) تک پس جب آئی اجل اُن کی دیا وقت اُن کا پس تحقیق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پورا پورا دیکھنے والا ہے ۵

(۱۰) پ ۳۱- اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ هَلْ كَانُوا اَكْثَرُ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَاَنْظَرُ اِنِ الْاَرْضُ فِيمَا اَعْيَنَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْا اَسْنًا قَالُوا اَمَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ وَكُفْرًا مَّا كُنَّا لَكُمْ بِمُشِيرِيْنَ ۝ فَلَمَّا يَاكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا اَسْنًا سَنَّتَ اللّٰهُ اِلَيْهِ اَلَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۝ وَخَسِرَ هَٰذَا لَكُمُ الْكُفْرُ ۝

ترجمہ :- کیا میں نہیں سیر کیا (انہوں نے) اس زمین میں پس دیکھا نہیں (دیکھا) انہوں نے (کیسا ہوا انجام

اُن کا جو اُن سے پہلے سے تھے ما وہ تھے ان سے زیادہ (تعداد میں) و زیادہ سخت از روئے قوت و از روئے نشانہائے ذکرہ شدہ ہند میں پس نہ مستغنی کیا انکو اُس نے جو وہ کرتے تھے ۵ پس جب آئے اُن کے پاس اُن کے رسول ساتھ ظاہر نشانہوں کے تو خوش ہوئے ساتھ اُس کے جو اُن کے پاس تھا علم سے اور گھیر لیا انکو اُس چیز نے جس کو وہ ٹھٹھا کرتے تھے ۵ پس جب دیکھی انہوں نے ہماری سختی (ہمارا عذاب) (تب) کہنے لگے کہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ تعالیٰ کے بحال اُس کے اکیلا ہونے کے اور کفر کیا ہم نے ساتھ اُس (چیز) کے کہ جس کو (ہم) اللہ تعالیٰ کا شریک مانتے تھے ۵ پس نہ ہوا انکو نفع دیتا ہوا ایمان اُن کا جس وقت کہ دیکھ لیا انہوں نے سختی (عذاب) ہماری کوہ سنت اللہ تعالیٰ کی جو گذر چکی پنج بندوں اس کے کے ۵ اور گھائے میں گرے اُس وقت وہ کافر ۵

(۱۱) پ ۳۱- وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا اَلَا دَبَارٌ تَعْمَلُونَ وَلِيَّا وَلَا نَصِيرًا ۝ سَنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۝

ترجمہ :- اور اگر لڑیں تمہارے ساتھ وہ جنہوں نے کفر کیا تو البتہ پھر یہی نہیں۔ ذرا بعد نہ پاویں گے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ۵ سنت اللہ تعالیٰ

کی جو گزرجی ہے پہلے سے چلے اور ہرگز ناپاؤے گاسنت اللہ کے لئے بدل جانا

پس قرآن مجید شاہد ہے کہ سنت اللہ یہ ہے کہ:-

(۱) اگر کسی قوم کے پاس اُس کے پیغمبر آئیں اور وہ قوم ان پیغمبروں کو نہ مانے اور آیات اللہ کو جو وہ پیغمبر لائے ہو جھٹلائے تو اُس قوم پر عذاب آتا ہے۔

(۲) جب ایسی قوم پر عذاب نازل ہو جاوے اور وہ قوم اُس وقت اللہ پر ایمان لائے تو عذاب نازل شدہ ٹلنا نہیں ہے۔

(۳) جب کوئی قوم پیغمبروں کو تکلیف دے تو وہ قتل کی جاتی ہے قتل کیا جانا اور پیغمبروں کی ہمتاگی میں رہتے نہیں پاتی۔ یہ ہے سنت اللہ جس کی نسبت اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ تبدیل نہیں ہوتی۔ تحویل نہیں ہوتی۔ سارے قرآن شریف میں سے ہرگز ہرگز یہ امر سنت اللہ ہونا معلوم نہیں ہوتا کہ انسان طبعی عمر یا کہ ضرور مر جاتا ہے۔ یہ امر دیگر قوانین قدرت کی طرح سائنس کا ایک خیالی مسئلہ (ڈھنگولہ) ہے۔ کہ انسان مرنے

ماں اور باپ ہی سے پیدا ہوتا ہے اور طبعی عمر یا کہ ضرور مر جاتا ہے اس ڈھنگولہ کے دو پہلو ہیں ایک پیچھے کو جاتا ہے اور ایک آگے کو پہلے پہلے پیچھے کو چلیں یعنی آج ایک موجودہ انسان اپنے ماں باپ سے پیدا ہوا۔ اس کا باپ اپنے ماں باپ سے اس کا باپ اپنے ماں باپ سے اے ہذا بطریق ہم ایک آخری باپ اور ماں تک پہنچیں گے۔ جن کا ماں باپ کوئی نہیں +

یہ کس طرح پیدا ہوئے؟ لازمی نتیجہ ہے کہ بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے۔

لہذا یہ ڈھنگولہ راست ثابت نہ ہوا کہ انسان صرف ماں و باپ سے پیدا ہوتا ہے۔ نہیں بلکہ ایک وقت انسان بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوا ثابت ہو گیا ہے۔ جب ایسا ہو سکتا ہے۔ تو بدرجہ اولیٰ ایک انسان مرنے والے سے بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرت آدم بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت حوا بھی۔ اور حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے۔ سائنس کو اس میں کوئی اعتراض ہو سکتا ہے؟

دوسرا پہلو موت عمر طبعی کا ہے۔ مگر عمر طبعی کی حد نہیں ہو سکتی۔ اگر آمد و خروج طاقت ایک انسان کا برابر ہے تو موت کیا جوانی ہی زائل نہیں ہو سکتی از روئے سائنس فعال الاعضاء (دفریولوجی)۔ لہذا اس میں سائنس مانع نہیں کہ آج تک حضرت عیسیٰؑ زندہ ہوں۔ جب اصحاب کہف آج تک زندہ ہیں۔ اور حضرت نوحؑ کی عمر ۹۵۰ برس کی ہوئی اور حضرت سلمان فارسیؑ کی ۲۵۰ سال کی +

~~~~~

**ضروری القاس** جن خریداروں کی میعاد چندہ ختم ہو چکی ہے براہ کرم اپنا چندہ بذریعہ پستی آرڈر فوراً بھیجیں۔ اور جن اصحاب کی خدمت میں مابین قبولیت سالہ بلا معاوضہ و معصیا جارہا ہے وہ بھی اپنے عہدہ سے مطلع فرمائیں۔ درمیانہ پر جہتنام ایسے حضرات کے نام وی بی آر سال ہو گا جن کا وصول کرنا ان کا قومی۔ اخلاقی و اسلامی فرض ہو گا۔ نیا آصف۔ غلام حسین شریف

# مر محمد علی صاحب

## امیر جماعت مرزائیہ لاہور

### جواب دیں!

(از مولانا سید نذیر الحق صاحب قادری)

جنگ ہو رہی ہے۔ یورپ نے اسلام کی قوت کو دنیا کے لئے ایک خطہٴ ظہیم قرار دے کر اس کو مٹانے اور اس کے سیاسی اقتدار کو تباہ کرنے کے لئے پورا زور لگا دیا ہے اور مذہبی رنگ میں آج خلا کہا جا رہا ہے کہ سب مذاہب نان کر سچیں یا غیر عیسائی ہیں۔ مگر اسلام انٹی کر سچیں یا ضد عیسائیت ہے۔

ادھر دوسری طرف آپ کے آقا جناب مرزا غلام احمد صاحب اپنی کتاب ”آئینہٴ کمالات اسلام“ کے صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں:-

اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس معلوم پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے عملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے و لائل توہینک

تحریک مرزائیت کی سب سے بڑی خصوصیت اور آپ کے خیال میں آپ کے گروہ کی سب سے بڑی اسلامی خدمت یہ ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر دیں اور یہ دکھائیں کہ ذوالجالی سے مراد عیسائیوں کے پادری ہیں۔ یا جوج ماجوج ان کا وہ گروہ ہے جس کے ہاتھ میں ملکی طاقت ہے اور ابابہ الارض ان کے وہ علمائے ہیں جو مادہ پرستی میں منہمک ہو گئے ہیں۔ اور ساری دنیا میں مادہ پرستی کو پھیلا دیا ہے۔ آپ کا ساری تبلیغی جوش انہی دو باتوں پر صرف ہوتا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے اپنی کتاب ”تحریک احمدیت“ حصہ اول کے صفحہ ۱۰۶ پر تحریر فرمایا ہے:-

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے لئے جو اس وقت عظیم ترین فتنہ درپیش ہے۔ اس کا علاج انہی پیشگوئیوں میں ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اس وقت یورپ اور اسلام یا عیسائیت اور اسلام کی ایک خطرناک

ساتھ ٹوڑنا اور ان پر سلام کی محبت پوری کرنا ہے کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کے لئے جو غیر تاجدار آئی دور نہیں ہو سکتی۔ عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی کتنہ چینیال ہیں جن کے دور کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آدے۔

ان دونوں حوالوں کے مطابق آپ کے اور مرزا صاحب کے خیال میں اس وقت سلام اور مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ عیسائیت کا ہے جس کا تسلط اور حملہ جموں سے گذر کر روجوں پر بھی ہو رہا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ لوگ اپنے خیال میں یورپ کے اندر تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔

جب یہ بات ہے تو اس کی کیا وجہ کہ مرزا صاحب ساری عمر یاجوج و ماجوج کی حکومت سے اظہار وفاداری کرتے ہوئے گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا شکر ازر وئے دین و دیانت کے آپ لوگوں پر واجب کر دیا۔ نصاریٰ پرستی میں یہاں تک غلو کیا کہ گورنمنٹ کی وفاداری کے جوش میں جہاد کو بھی منسوخ کر دیا۔ جو سلام کی روح تھا۔ اور غلامی کا درس دینے کیلئے کتابیں لکھ کر پچاس الماریاں بھر دیں۔

علاوہ ازیں براہ کرم حسب ذیل امور کا صاف جواب دیجئے۔

(۱) مرزا صاحب نورالحق کے صفحہ ۲۹ میں لکھتے ہیں:-  
”تمہیں جس کی مدد سے ملے اپنے ظلم اور باغیہ سے

اٹھا۔ اور خدامیری مدد پر تھا۔“

مرزا صاحب ریم خود دجال اور یاجوج و ماجوج کے فتنہ کی سرکوبی کے لئے آئے تھے یا اس کی مدد اور پرورش کرنے؟ اور کیا خدا نے بھی یاجوج و ماجوج کی مدد کی؟ جس چیز کے فتنہ سے قرآن و حدیث نے ڈرایا اور سلام کے حق میں سب سے بڑا فتنہ قرار دیا۔ اس کی پرورش اور مدد کر کے آپ کا اور آپ کے مرزا صاحب کا شمار کس گروہ میں ہوگا؟

(۲) مذکورہ بالا طور کے بعد مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

”اور میں نے اس زمانہ سے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ

کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہ کروں گا جو اس

میں احسانات قیصر ہند کا ذکر نہ ہو۔“

مرزا صاحب نے یاجوج و ماجوج کی حکومت کے احسانات کے ذکر کا خدا تعالیٰ سے عہد کر کے سلام کی خدمت کی یا کفر کی؟

(۳) اسی کتاب کے صفحہ مذکور پر مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پے در پے

پہنچتی ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان

پائے۔“

مرزا صاحب کی اس تاثیر کے نشان سے کیا مراد تھی؟

یاد رہے۔ مرزا صاحب یہ بات ان کتابوں کی تاثیر کی بابت لکھتے

ہیں۔ جو انہوں نے گورنمنٹ برطانیہ کی خدمت میں لکھیں۔ اس لئے

آپ مرزا صاحب کی تبلیغ نبوت کی تاثیر مراد نہیں لے سکتے۔

(۴) اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ میں فرماتے ہیں:-

”کہیں نے کیونکر بلند آواز سے کہہ دیا ہے کہ اس حکومت سے جہاد حرام ہے؟“

اس حکومت سے تو جہاد حرام ٹھہرا۔ تو جائز کس سے ہو؟ اس خصوصیت کی کیا وجہ؟ آخر آپ نے دجال اور یاجوج و ماجوج کا ساتھ دینے میں استغلو کیوں کیا؟

(۵) مرزا احب ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۷ کے حاشیہ پر جماعت مرزائیہ کی ایک خصوصیت یہ بتلاتے ہیں:-

”ازانجملہ ایک یہ کہ یہ لوگ سچے جوش اور دلی خلوص سے اس گورنٹ کے خیر خواہ اور دعا گو ہوں گے“

کیا کوئی شخص یا جوج و ماجوج کی گورنٹ کا خیر خواہ اور دعا گو ہو کر اسلام کا خیر خواہ ہو سکتا ہے؟

(۶) مرزا صاحب ”الہادی دتبعہ“ ص ۳۶ کے صفحہ ۳۶ پر شاہان اسلام کے متعلق لکھتے ہیں:-

”یہ کافروں سے یوں بھاگتے ہیں جیسے شیر سے گدھے۔  
لڑائی کے میدان میں ان کے دو ہزار کے لئے دو  
کافر ہیں۔“

کیا اس قسم کا کوئی واقعہ آپ پیش کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو ایسی غدارانہ تحریر کی تاویل آپ کیا کریں گے؟

(۷) آپ اشاعت اسلام کے مدعی ہیں۔ کیا تحفظ اسلام آپ کا فرض نہیں؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہی تو بتلائیے کہ جس وقت شارڈ ایکٹ بنا اور پھر جج جیسے اہم فریقہ کو قانون

کی جڑ بند یوں میں جکڑا لیا۔ اُس وقت تحفظ اسلام کے لئے آپ کی جماعت نے کیا کیا؟

(۸) اسلام کسی ایسے شخصی اقتدار کو تسلیم کرتا ہے جو عاموں کی پیروی کر لیتی ہو یا نہیں۔ وہ آزادی اور جمہوریت کا مکمل نظام ہے یا نہیں اور وہ انسان کی چھینی ہوئی آزادی دلائے آیا ہے یا نہیں؟ اگر وہ شخصی اجنبی اقتدار کو تسلیم کرتا ہے اور آزادی و جمہوریت کا مکمل نظام نہیں تو اوزر وئے تران و حدیث بتلائیے۔ کہ مسلمان غلامی اور محکومی کی حالت میں کیونکر اسلامی زندگی بسر کر سکتے ہیں؟

(۹) اسلام کے واجبات و فرائض میں سے ایک اہم فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ اس فرض کی بجا آوری کے ضمن میں قرآن سچے مسلمان کی پہچان یہ بتلاتا ہے کہ وہ حق کے اعلان میں کسی سے نہیں ڈرتے۔ اب اس فرض کو سرانجام دینے کے لئے اسلام نے تین مختلف حالتیں اور تین مختلف درجے بتلائے ہیں۔ جن کے متعلق پیغمبر اسلام کا فرمان ہے:- تم میں سے جو شخص برائی کی بات دیکھے تو چاہئے اس کو اپنے ہاتھ سے درست کر دے۔ اگر اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے اعلان کر دے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ پائے تو اپنے دل میں اس کو بُرا سمجھے۔ لیکن یہ آخری درجہ ایمان کی بڑی ہی کمزوری کا درجہ ہے (مسلم) اب ارشاد ہو۔ کہ مرزا صاحب ان درجوں میں سے کس درجہ میں تھے۔ اور آپ کس درجہ میں ہیں؟



ذرا ہوش و حواس سنبھال کر جواب دیجیئے مرزا صاحب! نے اور آپ نے کب گورنمنٹ کے مقابلہ میں اعلان حق کیا اور اس کی برائیاں دور کرنے کی کوشش کی؟ جواب دینے سے پہلے حب ذیل کو سامنے رکھیے:-

اسلام نے مسلمانوں کی اسلامی زندگی بنیاد چار چیزوں پر رکھی ہے۔ ایمان - عمل صالح - توصیہ حق - توصیہ صبر۔ جیسا کہ سورہ والعصر سے ظاہر ہے۔ توصیہ حق کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ حق اور سچائی کی ایک دوسرے کو وصیت کرنا۔ اس سلسلہ میں اسلام تمام تر بے خونی اور قربانی کی دعوت ہے۔ قرآن بجا کہتا ہے "مسلمان وہ ہے جو خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ ہر حال میں سچی بات کہے" پیغمبر اسلام کا ارشاد گرامی ہے "سب سے بہتر موت اس آدمی کی موت ہے۔ جو کسی ظالم حکومت کے سامنے حق کا اظہار کرے اور اس کی پاداش میں قتل کیا جائے" (ابوداؤد)

پس اس گورنمنٹ کے مقابلہ میں صبر و استبداد کے دور میں مرزا صاحب اور آپ کی زبانوں نے کس طرح بے خونی اور آزادی کا ثبوت دیا؟

(۱۰) جس دور میں اسلامی جمہوریت درہم برہم ہو گئی تھی محض حکمرانی اور شہنشاہی کا دور شروع ہو گیا اور طاقت و تسلط نے جموں پر قبضہ کر لیا تو اس وقت حق پرستوں اور اسلام کے کلیم پوشوں نے شہنشاہیت کے مقابلہ میں کیا روش اختیار کی؟ دو چار تاریخی حوالے دیجئے۔

بس نے الحال یہی دس سوال کافی ہیں اگر آپ نے ان سوالوں کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں صحیح صحیح جواب دے دیا۔ تو مسلمانوں اور مرزائیوں کے بہت سے اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ کم از کم آپ کی جماعت کی خطرناک اور تباہ کن سیاسی پوزیشن صاف ہو جائے گی اور چارے تہا رے علی ہی بعض و نفاق میں بہت کمی آجائے گی۔ اور اگر آپ نے ان سوالات کے جوابات میں خاموشی اختیار کی اور اپنی روایتی لیبیا پو سے کام لیا۔ تو مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ آپ تبلیغ اسلام کے بہانے سے آپ کی جماعت کا قیام اس غرض سے عمل میں آیا تھا کہ دجال اور یا جوج و ماجوج کے مشن کو تقویت پہنچے اور تجدید ملت کا دھندہ و راپٹ کر غلامی کے جراثیم مسلمانوں کے دماغوں میں بھردیئے جائیں۔

واضح رہے کہ میرے نزدیک مسلمانوں کی غلامی اور آزادی کے یہ معنی ہیں۔ کہ مسلمان جہاں کہیں بھی اور جس کسی حکومت میں بھی اپنے مذہبی ذرائع بجالانے میں آزاد ہیں۔ احکام شریعت کے اجراء و نفاذ کی قوت کے مالک ہیں۔ ان کے اوقاف، سنا اور معاہدہ اختیار کے قبضہ سے باہر ہیں۔ اپنے جائداد و املاک اور قدرتی منافع حاصل کرنے میں آزاد ہیں۔ اور حکمران قوم کا تمدن ان کے تہذیب و تمدن سے متصادم نہیں، وہ آزاد ہیں۔ چاہے وہ انگریزوں کی حکومت میں رہیں اور چاہے ہندو کی۔ اس صورت میں ان کا فرض ہے کہ حاکم وقت کی جائز اطاعت و فرمان برداری کریں۔ اور اگر مسلمان مذکورہ بالا قوت و اقتدار

خاموش بیٹھے رہنے کا اسلام میں تیسرا راستہ کوئی نہیں۔  
پس میرے سوالات کا جواب دیتے وقت غلامی اور آزادی  
کے اس مفہوم کو سامنے رکھیں۔ انشاء اللہ اس کے بعد آپ کو  
کوئی راہ فرار نظر نہ آئے گی۔ اور حق و مسدقات کا بول بالا  
ہوتے ہوئے دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔  
والسلام علی من اتبع الهدی۔

سے محروم ہیں تو وہ غلام ہیں۔ غلامی کی حالت میں ان کا فرض ہے  
کہ پر اس اور آئینی طریقہ پر مذکور قوت و اقتدار حاصل کریں جو ان کا  
پیدائشی حق ہے۔ زبانیں اعلان حق اور مطالبہ آزادی کے لئے  
آزاد رہیں۔ اس راہ میں اور اس طریقہ سے اگر موت آتی ہے  
تو آنے دیں۔ کیونکہ یہ سب سے بہتر موت ہے۔ اس کے سوا  
والسلام علی من اتبع الهدی۔

## صدق کبر

از مولانا محمد قاسم صاحب ہزاروی

اسی مقدس بزرگ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری  
کے وقت نماز کے لئے خلیفہ تجویز فرمایا تھا۔ بایں الفاظ کہ  
اللہ اور اس کا رسول ابو بکرؓ کے ہوتے ہوئے غیر کے  
نماز پڑھانے سے انکار کرنا ہے۔

اور ارشاد فرمایا۔ ہر و ابابکرؓ فلیصل بالناس۔ اسی  
قدسی النفس کے حق میں ترجمان حقیقت نے فداہ ابی و امی یک  
مرتبہ یوں گوہر افشائی کی کہ ابو بکرؓ میرے کافوں کے بمنزل ہے۔  
یہ وہ نیک فطرت انسان ہے کہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ  
نے اپنے حبیبؐ سے آغاز کلام اسی کی زبان میں فرمایا تھا جیسا  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از نیاز کے دربار الہی سے  
استفسار کیا کہ ابو بکرؓ کی آواز یہاں کیسی آئی۔ جواب ملا کہ

جس ہستی کے فضائل آج میں آپ کے گوش گزار کرنا  
چاہتا ہوں۔ وہ اپنے فضائل کے لحاظ سے نصف نہار سوزیاد  
مشہور و معروف ہے۔ اور یہی مقدس ہستی ہے جس کو  
در بار نبوت سے عقیق اور صدیق اکھاب بلا تھا۔ اہل علم جلتے  
ہیں۔ جو راز ان اسماء میں پنہاں ہے۔ عقیق اور صدیق ہر دو علم  
صرف کے قوانین کے لحاظ سے ہر دو صفت مشتبہ کے صیغے  
ہیں۔ جو کم صفات غیر متعلقہ پر دال ہوا کرتی ہے۔ گویا ان اسماء میں  
اشارہ اس طرف کیا گیا۔ کہ آزاد ہونا آگ سے اور سچ ہونا۔ یہ  
آپ کو فطرۂ عنایت ہوا ہے۔ اور آپ سے یہ صفات کبھی جدا  
نہوں گی۔ یہ خطاب اُس وقت آپ کو شہنشاہ کونین کی طرف  
سے بلا جب کہ کفار نے معراج کی تکذیب کی۔ اور آپ نے تصدیق

آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔ اور آنحضرت کے سوال کے جواب میں یوں عرض کی کہ اللہ اور اُس کے رسول کا نام گھر چھوڑ آیا ہوں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سلام کا وہ سُنن ہے جس نے اسلام لا کر کھوکھار و بیہ صرف کر کے بلال حبشی جیسے عشاقِ نبویؐ کو جمالِ نبویؐ سے مستفیض ہونے کا موقع دیا ہجرت کی خاطر اس با خدا انسان نے دوا و نٹ خرید کر رکھے تھے۔ اور ان کو باہر چرنے کے لئے نہیں کھولا کرتے تھے۔ صرف اس خاطر کہ خاتم الانبیاء کو کس وقت ہجرت کا حکم آوے۔ اور اونٹوں کو ڈھونڈ اور لانے میں دیر ہی ہو۔ عرصہ دراز سے باہر سے خود پتے لالا کر اُن کو کھلاتے۔ اور اس قدر اُن کو طاقتور اور موٹا بنا دیا تھا کہ معمولی آدمی اُن پر سواری تک نہ کر سکتا۔

غار کے راستہ میں اس قدسی النفس نے اپنے کندھوں کو۔ آنحضرت کے لئے اونٹنی بنا رکھا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے تحریر کیا ہے۔ کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب ہونے کا لقب صرف سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا ہے۔ گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کہلانے کا شرف اللہ کے علم میں ابو بکر کے حصہ میں تھا۔ کسی دوسرے موقع پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ کہ حقیقت محمدیہ (علیہ صاحبہا الف الف صلواتی) قدرے ازاں برا ابو بکر صدیق منکشفِ محشہ ہے۔

میں نے اپنی جلالیت کی وحشت کو آپ سے بزبان ابو بکر دور کیا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے۔ کہ آنحضرت نے اپنی مرض موت میں مجھ سے فرمایا۔ کہ اپنے باپ اور بھائی کو مجھے بلا دو۔ مجھے ڈر ہے۔ کہ کل کوئی کہنے والا خلافت کا دعویٰ کرے کہ میں خلیفہ ہوں حالانکہ اللہ و مومنین کو ابو بکرؓ کے ہوتے ہوئے خلیفہ ہونا ناممکن ہے۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ کہ محمدؐ کو اُس کے احسان کا بدلہ میں دے چکا ہوں۔ مگر ابو بکرؓ اُس کو اس کا بدلہ بدلے تعالے دے گا۔ آنحضرت کا یہ ارشاد بھی تو اُس پر واہِ نبوت کے حق میں ہے۔ کہ مجھے کسی کے مال سے اُس قدر فائدہ نہیں ہوا۔ جس قدر کہ ابو بکرؓ کے مال سے پہنچا ہے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابو بکرؓ تو میرا رفاہ ہے۔ اور تو میرا رفاہ حوض کوثر کا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی ایک روایت میں ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ جس قوم میں ابو بکرؓ ہو۔ اُس کے غیر کو حق اِمامت نہیں پہنچتا۔ اشعۃ اللمعات میں ہے۔ کہ اسی وجہ سے شیرِ خدا کا ارشاد ہے۔ اے ابو بکرؓ جب آنحضرت نے آپ کو دین کے کام میں مقدم کیا ہے۔ پس کون ہے جو آپ کو امر دنیا میں مؤخر کرے۔

اس مقدس سنتی کے اعمال کچھ اس قدر مقبول بارگاہ تھے کہ فاروقِ عظیم تمام عمر کے اعمال غار کی رات کے صلہ میں تبدیل کرنا چاہتے تھے۔ مگر حسرت کی حسرت رہی۔ اس پر واہِ بارگاہِ نبوت نے ایک مرتبہ آنحضرت کے ارشاد کے ماتحت تمام مال

اس مضمون کی موید ایک حدیث بھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میری عزت دہی کیا۔ میں نے اس کو ابوبکرؓ کے سینہ میں ڈال دیا۔ پس ہزار سال رحمتیں اللہ تعالیٰ کی ہوں۔ اس فرشتہ سیرت انسان پر جس نے آنحضرتؐ کی ہر طرح غلامی کر کے آپؐ کی زندگی میں خدا سے رضامندی کے نسخے حاصل کئے۔ اور آپؐ کے وصال کے بعد فراغ فیض جانشینی ادا کر کے تیسٹھ سال کی عمر پا کر جو بعینہ خاتم الانبیاء کی عمر ہے۔ اس خلا پاک میں جس کو خاتم الانبیاء نے اپنی زبان سے جنت کا ٹکڑا گر دیا ہے۔ آپ کے پڑوس میں آرام کیا۔

~~~~~

آفتابِ ہدایت مولفہ شیر اسلام مولانا ابوالفضل دہلوی اس کتاب میں مذہب شیعہ کی حقیقت کا مل طور پر واضح کی گئی ہے شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہ کے گھناؤنے مسائل شیعوں کے اصول و فروع اہل سنت کی صداقت پر قرآن و حدیث اقوال ائمہ سادات دکتب شیعہ کے حوالہ سے پر زبردست دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حربہ کامیاب رہتی ہے۔ مجتہدین شیعہ کے جوابے عاجز آچکے ہیں۔ شیعہ کے جملہ اعتراضات کے ذمہ دار لیکن جوابات دیئے گئے ہیں۔ قیمت تین روپیہ (دس)

ملنے کا پتہ:-

ناظم حقیقہ دار الاشاعت بھیرو۔ ضلع شاہ پور (پنجاب)

حضرات آنحضرتؐ کے وصال کے بعد جو مشکلیں اہل اسلام کو پیش آئیں۔ ان سے غالباً کوئی مسلمان نا آشنا نہ ہوگا۔ ایک طرف آنحضرتؐ کا گنبد خضرا میں آرام فرمایا۔ اور دوسری طرف ایک گروہ کا زکوٰۃ سے انکار کرنا۔ اور منافقین کا اعلان اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ کرنا۔ اور عریضہ کذاب کا دعویٰ نبوت کرنا۔ یہ وہ چیزیں تھیں جنکے یکجہت هجوم سے عمر حبیبے علیل القدر بہادر اور مدبر انسان کی طبیعت میں اضطراب پیدا ہوا۔ لیکن اس بیکہ تقویٰ نے اُس وقت جس شجاعت اور بہت سے فاروقِ اعظمؓ کو جواب دیا۔ وہ آپؐ کی صافیت کا کاشمہ اور منجلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینی کا مستحق ہونے پر شاہد ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ تالفت بالناس وادفق ہم فقال اجباراً فی الجاہلیۃ وخوا اونی الا اسلاماً لہ قد انقطع الوحی وتم الدین انینقص واناحی۔ یہ صدیقؓ کے لفظ ہیں۔ اصحاب بصیرت سے درخواست ہے۔ کہ انہیں غور سے پڑھیں۔ کہ یہ کس شخص کی زبان سے نکلا کرتے ہیں۔ اس دن کے عمل کا بھی حضرت عمرؓ کو شک ہو ا تھا۔ اور اس کا سیابی کا سہرا صدیق اکبرؓ کے سر پہ ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی نے حضرت ابوبکرؓ کو آنحضرتؐ سے فیوض حاصل کرنے میں آئینہ اور سورج کی مثال دی ہے۔ کہ جس طرح آئینہ آفتاب کے نور کو اوجیزوں سے لیا اپنے اندر جذب کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ اور صحابہؓ سے زیادہ ستفیض ہوئے۔

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

(ماخوذ از رحمتہ للعالمین جلد دوم مصنفہ علامہ محمد سلیمان صاحب پٹیالوی مرحوم)

ازواج النبی صلعم کی فضیلت خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرف و فضیلت کا ایک شعبہ جو اسلئے سیرت نبوی میں اُن کے فضائل کا ذکر ضروری ہے۔ ہم ان فضیلتوں کا ذکر اس وقت قرآن مجید سے نمبر وار کریں گے۔ فضائل وارادہ احادیث کا ذکر کسی اور مقام پر ہوگا۔ فضیلت اول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ازواج النبی صلعم کے خطاب عالی سے یاد فرمایا ہے۔ زبان عرب میں لفظ زوج کا استعمال متشابہہ متشاکل اور متشاکل متشیار پر کیا جاتا ہے مثلاً ذُو جَاحِظِ جَرَّاء کے دونوں اُڑنے والے قرآن مجید میں ہے۔

اَحْسَرُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا اَوْدُوا جَهَنَّمَ (صَلَفَت ج ۲)

یعنی ظالموں کو اور جو اُن جیسے تھے جمع کرو۔ دوسرے مقام پر ہے۔ وَاِذَا النُّفُوسُ رُوِّجَتْ دُکُوْرٌ یعنی ہر ایک کو وہ کو قسم دار کیا جائے گا۔ صالح کو صالح کے ساتھ خاجر کو فاجر کے ساتھ ملایا جائے گا۔ پس جب ازواج

النبی صلعم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام صدق التیام میں ازواج النبی فرمایا تو یہ خطاب فی الواقع اُن کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ امتثال اُور تشاکل تام کا مظہر ہو گیا۔ اس نکتہ کے مزید الشرح کے لئے آیت قرآن مجید پر تدریجاً فرمائیں کہ ایک ہی مثال ایسی نہ ملے گی کہ کسی عورت کو کسی مرد کا یا کسی مرد کو کسی عورت کا زوج بتایا گیا ہو جبکہ اُن دونوں میں اتحاد ظاہری و باطنی اور وحدت ازدواجی و ایمانی پائی نہ جاتی ہو۔ اس نکتہ کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن پاک نے لفظ امراۃ کے استعمال میں یہ تقید نہ کیا۔ بلکہ اس کا استعمال ہر چہار صورت ہائے ذیل میں ہوا ہے۔

- (۱) جب زن و شوہر مرد و کافروں۔ ابولہب اور اس کی عورت کے لئے فرمایا۔ وَاَمْرَاَتُهُ سَجَّالَاتٍ لِّطَبِّطِ اُس کی عورت لکڑیوں کے چنے والی۔
- (۲) جب شوہر مومن اور عورت کافر ہو فرمایا۔ اَمْرَاَتٌ ذُوْجٌ وَاَمْرَاَتُكُنَّ طوط (تحریم ۲ ع) فوج اور

شکستہ قرآن مجید میں جہاد و کفر کے معنی والی

لو ط کی عورتیں۔

(۳) جب عورت مومنہ اور شوہر کافر ہو۔ فرمایا۔
اَمْرَاَتٌ فِیْ سَعُوْنٍ ط (تحریم ۲۷) عفرن کی عورت۔
(۴) جب زوجین مومن ہوں حضرت زکریا علیہ السلام
اپنی بیوی کی بابت فرماتے ہیں۔ وَكَانَتْ اُمْرَاَتِیْ
عَاْفِرًا۔ (س مریع ۱) میری عورت بائجھے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔ فَاقْبَلَتْ
اُمُّرَاَتُكَ فِیْ قَصَصٍ ذَا بَاتِ ع ۲) اس کی عورت عجا
میں آئی۔

صورت اول کی وجہ یہ ہے کہ لفظ زوج عزت کا خطاب ہے
ابولہب اور اس کی عورت کو یہ خطاب نہیں مل سکتا
تھا۔

صورت دوم و سوم کی وجہ یہ ہے کہ لفظ زوج
میں تشاگل و تساوی ہوتا ہے۔ نہ کافر عورت مسلمان
شوہر سے مشاگل رکھتی ہے اور نہ مسلمان عورت
کافر شوہر سے۔ اسلئے ان ہر صورتوں میں لفظ (امراة)
پر اکتفا ہوئے

صورت چہارم کی وجہ یہ ہے کہ حضرت زکریا اور
حضرت ابراہیم کی بیوی کے حمل اور ولادت کا ذکر تھا۔ اور
یہ ذکر لفظ (امراة) کے ساتھ کیا جانا زیادہ بلیغ تھا۔ کیونکہ لفظ
زوج مرد اور عورت ہر دو پر نافذ ہوتا ہے۔ البتہ کوتاہ فہم
اشخاص کے ازالہ شبہ کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے یہ
مجھ لیا کہ حضرت زکریا کی بیوی کا ذکر دوسری آیت میں لفظ

زوج سے بھی فرمایا۔ وَاصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ط (انبیاء ۱۶)
یعنی ہم نے اسکی بیوی کی مرض کی اصلاح کر دی۔ اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کی بابت زبان ملائک سے یہ بیان
فرمایا۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ط
(ہود۔ ع ۷) اسے گھر والی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں
الغرض لفظ زوج کے استعمال کی بابت اللہ تعالیٰ کا یہ
تقید۔ اور لفظ (امراة) کے استعمال میں یہ عدم تقید ہماری
دلیل کو خوب مستحکم کرتا ہے۔ اب یاد رکھنا چاہئے کہ ازواج
النبی کو سورہ مريم میں دو دفعہ اور سورہ احزاب میں چار دفعہ
ازواج النبی فرمایا گیا ہے۔ اور اس سے ان کا شرف اور
فضیلت آشکار ہے۔

فضیلت دوم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
لَسْنَا نَّكَاحِیْ مِنَ النِّسَاءِ (احزاب۔ ع ۴) تم
اور عورتوں جیسی نہیں ہو۔ النساء میں جنس انوشت کا
ہر ایک فرد شامل ہے۔ اور کوئی عورت ذات بھی اس سے
باہر نہیں رہ جاتی پھر لفظ (جنسی) موجود ہے۔ اور جب نفی
کیلئے لفظ (کا) استعمال کیا جاتا ہے۔ تو اس وقت نفی مبدعہ
اتم ہوتی ہے۔ نو کر و۔ وَلَمْ یَكُنْ لَهُ لَكُفُوًا اَحَدٌ خد کا
کوئی بھی کفو نہیں غرض نفی میں احد کا استعمال کسی استثنا
کا موقع نہیں رہنے دیتا۔ اسلئے ثابت ہو گیا کہ ازواج النبی
کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر و تمیز اور شان خاص کا
ہے۔

فضیلت سوم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ - (احزاب - ۶۷) ہم نے
 تیری ازواج کو تیرے لئے حلال رکھا۔ زن و مرد زوجہ کے
 بعد زن و شوہر زن جاستے ہیں۔ خواہ یہ تزدیک اسلام کے
 مطابق ہو یا اس منسوب غیر اسلام کے مطابق ہو جس کے پابند
 یہ زن و شوہر وقت تھے لیکن کوئی زن و شوہر دعویٰ سے یہ
 نہیں کر سکتا کہ اس عقد کا وہ رب العزت میں کیا درجہ ہے؟
 اللہ تعالیٰ نے ازواج انہی کے متعلق إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ
 أَزْوَاجَكَ کا حکم فرمائی ہے کہ اعلان فرمادیا کہ نبی کی
 بیویوں کا ازواج انہی ہونا منظور رب العالمین ہے۔ اور
 ظاہر ہے کہ یہ منظوری فی الواقع ان کے لئے فضیلت عظیمہ
 ہے۔

فضیلت چہارم۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے حسن معاشرت باز و ازواج کی اطلاع ان الفاظ میں
 دی ہے۔ تَبَتَّحْنِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ (تحریم ۱۷) نبی اپنی
 ازواج کے مَرْضَات کی ابتعا کرتا۔ یعنی بیویوں کی خوشنودی
 کا اہتمام کرتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے افعال غلطی کے شائبہ سے بالاتر ہیں پس جب حضور صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم ان پاک بیویوں کی خوشنودی کے جو یا کرتے تھے
 تو یہ امر ان کی فضیلت کا مثبت ہوا کسی شخص کو یہ شبہ نہیں
 ہونا چاہئے کہ اس سے پہلے یہ الفاظ موجود ہیں۔ يَا أَيُّهَا
 النَّبِيُّ لَوْ تَحَرَّيْتُمْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتَّحْنِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ
 کیونکہ ان الفاظ میں لَوْ کا اثر تحریم مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ پر
 ہے۔ مگر تَبَتَّحْنِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ پر اس کا اثر ذرہ بھی نہیں

اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَوْ
 تَبَتَّحْنِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں
 فرمایا گیا۔ پس آیت کی تفسیر یہ ہوئی کہ آپ ازواج کی خوشی
 کے لئے ہر ایک بات پر آمادہ رہتے ہیں۔ ہاں اُس کے لئے
 ایک حد ہونی چاہئے۔ حد یہ ہوگی کہ آپ ان کی خوشی کے لئے
 سب کچھ کر سکتے ہیں بشرطیکہ کسی حلال چیز کو حرام غیرانے
 کی نوبت نہ آئے۔ جیسا کہ حضور نے شہد کے استعمال کو ترک
 کرنے کا ارادہ صرف اس گمان سے فرمایا تھا۔ کہ ایک بیوی
 کو شہد کی بوگوارہ نہیں۔ اس تفسیر سے صاف طور پر واضح
 ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مَرْضَات
 ازواج کی اجازت فرمادی ہے۔ اور فی الواقع یہ اجازت
 تدبیر منزل اور حسن معاشرت زوجین کی جان ہے۔ اور جو
 حاکم فرمادی گئی ہے۔ وہ بھی اسی قدر ضروری ہے تاکہ کوئی
 شخص صرف خوشنودی زوجہ کے لئے تحریم حلال میں
 نہ پڑ جائے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب تحریم حلال کی اجازت
 نہیں دی گئی۔ تو تحلیل حرام کی اجازت تو قطعاً نہیں ہو سکتی۔
 اس لئے ایک عظیم الشان مسئلہ بھی طے ہو گیا۔ اور دنیا کو یہ بھی
 معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین سلوک
 اپنی بیویوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے علم اور حکم کے ساتھ کیسا
 اعلیٰ تھا کہ ہر ایک شوہر کو اس نمونہ پر چلنا چاہئے۔
 پس یہ آیت فی الواقع ازواج انہی صلعم کی فضیلت
 میں ہے۔
 فضیلت پنجم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمِنَ الْآيَةِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ
مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا
لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ
بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ
لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ
(سورہ روم - ع ۲۳)

یہ بھی خدا تعالیٰ کی نشانیوں
میں سے ہے کہ اس نے تمہاری
ہی جنس سے تمہارا جوڑا بنایا
تاکہ اُس سے تسکین پاؤ اور تم
دونوں کے درمیان محبت اور
پیار پیدا کر دیا۔ اس نشانی میں
فکر کرنے والوں کے لئے بہت
سی نشانیاں ہیں۔

وَزَيْنَتْهَا فَتَعَالَيْنَ
أُمْتَعَلْنَ وَأُسْرُجْنَ
سَرَّاحًا جَمِيلًا وَانْ
كُنْتُ كُرْدَنَ اللَّهِ وَ
رَسُولَهُ وَاللَّذَا لُخْدَةً
فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْصَنَاتِ
مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا
(احزاب ع ۱۴)

کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے
رخصت کر دوں۔ اور اگر تم
خدا اور رسول اور دار آخرت
کو پسند کرتی ہو تب تم کو
بتایا جائے کہ خدا نے
تم میں سے نیکی کرنے والیوں
کے لئے اجر عظیم تیار کر
رکھا ہے۔

ازواج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک
جانب دنیا اور زینت دنیا۔ دوسری جانب خدا اور رسول
اور دار آخرت۔

شق اول کی صورت میں رسول اللہ کا کام ایسی ازواج
کو اپنے سے علیحدہ کر دینا تھا۔ اور شق دوم کی صورت میں اللہ
تعالیٰ کا کام... ازواج کو اجر عظیم کا عطا کرنا ہے۔ یہ حکم
تبلیغی تھا۔ اور کچھ شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس حکم کو ضرور ازواج پاک تک پہنچایا۔ اب نتیجہ کی تلاش
کرنا چاہئے کہ کیا ازواج نے حیات دنیا اور زینت دنیا
کو پسند کیا تھا؟ اگر ایسا ہوتا تو ضرور تھا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اُس فرض کو جو خدا نے حضور پر عائد کیا تھا۔ پورا
کرتے اور ایسی بیویوں کو یا ایسی بیوی کو اپنے سے الگ کر
دیتے۔ اس بارہ میں شہادت اور ہدایا فرقوں کی شفعہ
کتاب تاریخ سب کی سب متفق ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کسی ایک بیوی کو بھی ترک نہیں کیا۔ اس لئے ثابت

اس آیت میں جب عام طور پر زوجین کی یہ صفت بیان
کی گئی ہے۔ تو بالضرور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ازواج النبی
بھی اس صفت کے مظہر تھے۔ اور جب ان کا علم الغیوب
یہ ثابت ہو گیا کہ ازواج النبی صلعم حضور کیلئے مکینۃ قلب تھیں۔
اور اُن کے دلوں میں حضور کی محبت و مودت بھری ہوئی تھی۔
جیسا کہ حضور کے قلب پاک میں اُن کے لئے وژد اور حرجت
موجود تھی۔ اس سے صاف طور پر ازواج النبی صلعم کی فضیلت
آشکارا ہو گئی۔

فضیلت ششم۔ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتحان لیا اور اُن کے سامنے
دو چیزوں کو رکھ دیا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو پسند

کر لیں۔ فرمایا۔
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ
لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

اے نبی اپنی ازواج صحیحہ کو
کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت
چاہتی ہو۔ تو اگر میں تمہیں بہت

ہو گیا۔ کہ وہ شق دوم کی بشارت میں داخل ہیں۔ اس کا ثبوت ایک اور آیت سے بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لَا يَحِلُّ لَكَ الْيَسَاءُ مِنْ بَعْدِكَ وَلَا أَنْ تَبْدُلَ حِلَّهَا بِمَا حَلَائِلُهَا وَلَا أَنْ تَنْكِحَ الْحُرَّاتِ وَلَا أَنْ تَكُونَ مِثْلَ آبَائِكُمُ الَّذِينَ كَانُوا يُرَوِّجُونَ عَنْ آبَائِهِمْ وَلَا أَنْ تَكُونَ مِثْلَ بَنَاتِكُمُ اللَّاتِي كَانُوا يُرَوِّجُونَ عَنْ بَنَاتِهِنَّ (احزاب ع ۶)

تجھے ان ازواج کے بعد اور عورتیں حلال نہیں تجھے یہ بھی حلال نہیں کہ ان ازواج میں سے کسی کے بدلے کسی اور کو اپنا زوج بنائے۔ گو اس کا خشن تجھے پسند بھی ہو۔

پہلی آیت میں نبی صلعم کو ازواج کے چھوڑ دینے کا اختیار دیا گیا تھا اور اس پچھلی آیت میں وہ اختیار واپس لیا گیا۔ اور بتایا گیا کہ ازواج موجودہ کا تبدیل کرنا بھی نبی کو حلال نہ ہوگا۔ مطلب صاف ظاہر ہے۔ کہ ازواج انبی صلعم کی بات جب استحسان میں ثابت ہو گیا کہ وہ خدا اور رسول اور دار آخرت کی خوشنگاہ ہیں۔ تو اب ان کو دوام کے لئے خدا نے اپنے رسول کے واسطے پسند کر لیا۔ اور پھر ان کی تبدیلی کا اختیار بھی رسول کو نہیں رہا۔ ہر دو آیات سے ازواج انبی صلعم کے معاملات متعلق عقاید اور کیفیات قلبی اور قبولیت ربانی بخوبی ظاہر ہو گئی ہے۔

اسی دلیل کے زیادہ روشن کرنے کے لئے آیت ذیل کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا اٰیْمٰنًا وَاَلُوْهُمۡ بِیۡہِ

رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَسْلُوْا اَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِہٖ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِکُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا (احزاب ع ۶)

شایاں نہیں کہ رسول اللہ کو ایسا دواؤں پر نہیں یہ بھی شایاں نہیں کہ رسول اللہ کے بعد ان کی ازواج سے نکاح کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ گناہ عظیم ہے۔

پہلی آیت میں چونکہ ازواج انبی صلعم کا انقباض نبی صلعم علیہ وآلہ وسلم سے دوام کے لئے ظاہر کیا گیا تھا۔ اور اسی لئے نبی صلعم علیہ وسلم سے بھی اختیار بنا دیا گیا تھا۔ اسی لئے اس آیت میں امت پر ان کی حرمت دوام کا اعلان کیا گیا۔

آخری آیت قابل غور ہے۔ کہ مومنین کو پہلے تو ایذا رسول سے روکا گیا ہے۔ اور پھر خصوصیت کے ساتھ حقوق ازواج انبی صلعم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ایذا رسول کی جس قدر اقسام ہو سکتی ہے۔ ان سب میں سے زیادہ سخت وہ صورت ہوگی جس میں ازواج انبی صلعم کی شان کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن مجید نے ایذا رسول کے تحت میں خصوصیت سے اسی چیز کی یاد دہانی فرمائی ہے۔

فَضِّلْتُ هَٰفِظَہٗ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تُکْرِمُوْا مَآیۡمُنَیۡ فِیۡ دُبُوْکُمْ اِنَّہٗ بِہِمْ اَعۡیُنُ اللّٰہِ وَاَیۡحَکَمَ ط (سورہ احزاب ع ۴)

اے بی بیو تمہارے گھروں میں مومنین کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور حکمت الہیہ کی جوتلاوت کیجاتی ہے۔

حدیث اول کی تفسیر کرتی ہے۔

(ب) یہ لفظ جملہ بنو ہاشم و بنو مطلب کے لئے آیا ہے۔ جن پر صدقہ کا لینا حرام ہے۔ حدیث میں ہے۔
اِنَّهَا لَا تَخِلُ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِأَهْلِ مُحَمَّدٍ۔ صدقہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ کو حلال نہیں۔

(ج) یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کے لئے ہے۔ یہی معنی نے سند حدیث کے ساتھ وائل بن سقی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حنین علیہما السلام کو بلایا۔ اور اُن کو اپنے رانوں پر بٹھایا۔ پھر ستیہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اور ان کے شوہر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گود سے قریب کیا۔ اور اُن پر چادر ڈال کر فرمایا۔
اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِيْ۔ الہی یہ میری اہل ہیں۔

پس تَنْبِیْخُ اَنَارِ و احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے واضح ہوتا ہے۔ کہ بنو ہاشم و بنو مطلب بھی زیادہ وسیع معنی میں اور آل عباس بھی خاص معنی میں بروئے ارشادات نبوی داخل اہل بیت ہیں۔ جیسا کہ ازواج النبی بروئے قرآن پاک مخاطب باہل بیت ہیں۔ ان میں سے کسی ایک امر کا انکار احادیث سے ناواقفیت منطوق قرآن سے عدم مہارت پر دل ہے۔

فضیلت نہم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
اَلنَّبِيُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ | مؤمنین پر نبی اُن کی جانوں
مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهُ | سے بڑھ کر ہے۔ اور نبی کی

انی اور سختی کے بعد یعقوب کی بشارت دی۔ وہ بولی۔
ہائے رب! جنوں کی جگہ میں بھی ہو گئی۔ اور میرا شوہر بڑھا ہو گیا۔ یہ تو عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا۔
تَوْحٰدًا لِّكَ مِمَّنْ سَجَدَ لَكَ اَهْلُ الْبَيْتِ اِنَّكَ حَمِيْدٌ (سورۃ ہود ص ۶)
ہے گھر و التوم پر خدا کی رحمت اور برکتیں ہیں۔ اور خدا احمد و جی والا ہے۔

اس جگہ نبی کی بیوی حضرت سارہ کو اہل بیت کے لفظ سے مخاطب کیا گیا۔ پس آیت سے معلوم ہوا کہ ازواج النبی صلعم کو یہ فضیلت بزرگ موصول ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے وعدہ تطہیر فرمایا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آل اور اہل دونوں لفظ ایک ہی ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ لفظ آل کی تفسیر اھبیل آتی ہے۔ قرآن مجید کی آیات مذکورہ بالا میں اگرچہ اہل البیت سے مراد بالخصوص ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن احادیث صحیحہ میں لفظ اہل یا آل زیادہ وسیع معنی میں آیا ہے۔
(الف) یہ لفظ ازواج کے لئے بھی آیا ہے۔ دیکھو

ابو نعیم محمدؒ کی حدیث میں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور ابو نعیم عدی کی حدیث میں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِهِ ہے یعنی حدیث دوم

اُمّہاتُہم (احزاب ع ۱) ازواجِ مومنوں کی ماں ہیں یہ روشن ہے۔ کہ اَنفُسِہُمْ اور اُمّہاتُہم کی تفسیر کا مرجع مومنین ہیں۔ اور اسی لئے ازواجِ انبی علیہ السلام و آلہ وسلم کا لقب اُمّہاتِ المؤمنین ہے۔ نہ کہ اہل بیتِ الائمہ وغیرہ مومنین کے استعمال کا راز یہ ہے۔ کہ مومن کے متمیز و مشخص کرنے کی علامات کو واضح کر دیا جائے۔ چنانچہ اس آیت میں دو علامتیں بتلائیں۔

(اَوَّل) مومن وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جائِ شہریت سے زیادہ محبوب رکھتا ہو۔ اور حضور کو جاں سے بڑھ کر اولیٰ سمجھتا ہو۔

(دوم) مومن وہ ہے جو ازواجِ انبی صلعم کو اپنی ماں جانتا ہو۔ وہ ماں نہیں جس سے جسم غصری کا ظہور ہوا۔ بلکہ وہ ماں جس کی فرزندگی کا شرف اُس وقت نصیب ہوتا ہے۔ جب دلا نبوی اور ایمان میں کمال حاصل ہو تاکہ۔ الغرض اس آیت میں ازواجِ مطہراتِ نبوی کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے۔ ذرا غور تو کر کہ کس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف و تعظیم کے ساتھ ساتھ ازواجِ انبی کی تجلیل و تکریم کو بیان فرمایا ہے۔ اور تکمیلِ ایمان کے لئے محض النَّبِیُّ اَوَّلِیِّی بِالْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ اَنفُسِہُمْ پر اقتصار نہ کر کے دَآرَ وَاَجَلِ اُمّہاتُہم کے اخبار و اعلان کو حقوقِ نبی اور شرائطِ ایمان کے ساتھ منضم کیا ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اَعْطٰہُ۔ ماں کی فضیلت کے متعلق صحیح نسائی میں حدیث

ہے۔

اِنَّ جَابِرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنّی رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَرَدْتُ اَعْزُو وَ قَدْ حَسَبْتُ لَیْسَنَیْ لِیْ لَکَ اَمَّ فَقَالَ خَلِّ لَکَ یَوْمَ اَمَّ قُلِّ دَعَمَ قَالَ تَاَلِیْزُہَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ دِجْلِہَا

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے۔ میں اس بارہ میں حضور سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ رسول اللہ نے پوچھا۔ تیری کوئی ماں ہے۔ وہ بولا ہاں۔ فرمایا جابری کی خدمت میں لگا رہ۔ اُسی کے پاؤں کے ساتھ جنت ہے۔

فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ دِجْلِہَا۔ اس کا ترجمہ میرا تیس لے لیا ہے۔ ع کہتے ہیں ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے۔ مرزا دہیر نے ترجمہ کیا۔ تحت قدم والدہ فردوس بریں ہے۔ حدیث شریف کے درج کرنے کا نہ غایب ہے۔ کہ جب جسمانی ماں کی خدمت کا اس قدر اجر جلیل ہے۔ تو ایمانی ماں کی خدمت کا اجر عظیم ہونا بخوبی ذہن نشین ہو سکتا ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ سچ ہے۔ کہ ماں کا درجہ جاننے والے اور ماں کی خدمت کرنے والے سمجھتے ہیں۔

چیز کا نام ”روزہ“ رکھا ہے۔ اس کا نصب العین اتنا بلند ہے۔
کہ کوئی مذہب اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس کا مقصد ہر اعتبار
سے بلند اور فطرت الہیہ سے وابستہ ہے۔ چنانچہ
ارشاد باری ہے:-

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا
كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
اے مسلمانو! تم پر روزے
اسی طرح فرض کئے گئے ہیں۔
جس طرح تم سے پہلی امتوں
پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم
صفت اتقا حاصل کرو۔

یعنی روزوں کا مقصد اتقا اور حصول پرہیزگاری ہے۔
اب اتقا کے معنی سنئے۔ یہ ایک ایسی جامع و مانع صفت
ہے۔ کہ اسکو حاصل کرنے کے بعد ایک مسلمان تمام دینی
و دنیوی سعادتوں اور خوبیوں کا مالک بن جاتا ہے۔ اتقا کے
معنی ہیں اخلاقی اور روحانی قوی کی تعمیل اور دوسروں کی
خاطر کالیف برداشت کرنے کا جذبہ۔ گویا ایک مسلمان کو
اخلاق فاضلہ اور فضائل خندہ کے بلند مینارہ پر پہنچا دیتا
ہے۔ اور وہ خدمت خلق کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتا
ہے۔ اس کے ذریعہ سے انسان معمولی حیوانیت کے درجہ
سے بلند ہو کر انسانیت کے اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے جہاں
وہ اشرف المخلوقات کا حقیقی معنوں میں خطاب پالیتا ہے۔
اور فرشتے بھی اسے سجدہ کرتے ہیں۔

اب اس بلند پایہ مقصد کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں

بقیہ - متعلقہ صفحہ ۸ - کلام الہی سے ہر بستی اور محلے کو بخ
اٹھے نماز مغرب کا فارغ ہو کر صرف دو ڈھائی گھنٹے آرام کرنے
پائے تھے۔ کہ نماز عشاء اور تراویح کا وقت آگیا۔ اور وہ ہمیں
متوجہ ہو کر اپنے خدا کا پیارا کلام اور سراپا روحانیت الایہام
سننے لگے۔ تراویح پڑھ کر دو چار گھنٹے آرام کیا تھا۔ کہ پھر سحری کی
برکت حاصل کرنے کا وقت آگیا۔ اس روحانیت خیز وقت
میں روزہ دار صبح کے بستی منظر میں وہ کچھ دیکھتے ہیں جسکے
دیکھنے کے بعد کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ غرض اس طرح رمضان
کے مہینہ میں شب و روز روزہ دار کے ذکر الہی میں گزرتے
ہیں۔ گویا اس مہینہ میں وہ واقعی فرشتے بن جاتے
ہیں۔

روزہ رکھنے کا لطف عشق و محبت والوں سے پوچھنا
چاہیے۔ جس نے کبھی کسی کی خاطر کھانا پینا ترک کر دیا ہو۔ اور
ہر وقت اسی کی یاد سے عجیب و بے قرار رہتا ہو۔ اور شب
بیداری کے مزے وہی آنکھیں جانتی ہیں۔ جو کبھی کسی یا دین
اشکبار اور انتظار میں بے قرار رہی ہوں۔

روزہ کا نصب العین

قریب قریب تمام مذاہب میں عبادت اور تزکیہ نفس
کے طریقے بتلائے ہیں۔ لیکن وہ اولیام پرستیوں اور شرکانہ
مذہبوں کا مجموعہ ہیں۔ اس لئے وہ عالمگیر بنیادی گمراہیوں کے
باعث حقیقی روح سے محروم ہیں۔ لیکن اسلام نے جس

ان میں سے کسی کو بھی غذا کی نافرمانی کی طرف نہ جانے دیں بلکہ جہاں تک ہو سکے طاعت و انقیاد میں لگائے رکھیں۔ اگر ایک روزہ دار ان چیزوں پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ تو اللہ پاک کو اس کے بھوکے منہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ تو ڈنکر ہے جس کو تھکان پر منہ باندھ کر کھڑا کر دیا جائے۔ اور اُس کو کھانے کو نہ دیا جائے۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ پاک فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ، ریاکاری، غضب، بغض و حسد اور ہر قسم کی روحانی گندگی سے ہمیشہ کیلئے تو بہ نہیں کرتا۔ تو اس کے روزہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ وہ خواہ مخواہ بھوکا اور پیاسا رہا۔ اور عہد کرنے کے بعد ایسا کی کوشش نہ کی۔

روزہ دار کے فرائض

صرف یہی نہیں کہ وہ اپنے تمام ظاہری و باطنی قوی کو خدا کی عبادت میں لگا دے۔ اور ہر قسم کی اخلاقی پستی اور روحانی گندگی سے بچے۔ بلکہ اس کا فرض یہ بھی ہے۔ کہ وہ خود نیک بن کر اپنی نیکی اور اخلاق سے دوسرے لوگوں کی بھی اصلاح کرے، خود جس پاکیزگی حیات کی بلندی پر ہے دوسروں کو بھی وہیں لانے کی کوشش کرے۔

حضور علیہ السلام کا فرمان واجب الاذعان ہے:-

کہ بلاشبہ روزہ ایک اعلیٰ عبادت، تزکیہ نفس کا ایک بہترین ذریعہ اور خدا شناسی کا ایک سہل الحصول نسخہ ہے۔ وہ ایک رسمی چیز نہیں، جیسا کہ عوام الناس نے سمجھ رکھا ہے۔ بلکہ وہ رضائے الہی، طاعت و انقیاد، شریعت سابقہ کی تکمیل۔ اور مادی و روحانی کمالات کا مظہر اتم ہے۔ روزہ رکھنے والا اور اس کی روح حاصل کرنے والا مسلمان کبھی اخلاقی کمزوریوں کا شکار نہیں ہو سکتا۔ اور قدرت نے جو مخفی کمالات انسان کے اندر رکھے ہیں۔ ان کا نشو و نما روزہ ہی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ اس پر غلوص نیت سے عمل کیا جائے اور اس کی روح اپنے اندر جذب کی جائے۔

بے ثمر یا رسمی روزہ

روزہ صرف اس چیز کا نام نہیں کہ صرف کھانا پینا اور جماع کرنا صبح سے لے کر شام تک ترک کر دیا جائے اور وہ بھی اس طرح کہ سحری کے وقت خوب پیٹ بھر کر دودھ جلیبیاں اگڑائیں، پھر دن بھر کچھ نہ کھایا۔ تمام ظاہری و باطنی قوی و اعضاء بدستور گناہوں کا درمخاک کرتے رہے۔ اور سورج کے غروب ہوتے ہی پھر پیٹ میں لذیذ غذائیں ڈالنے بیٹھ گئے۔ روزہ تو کان، آنکھ اور زبان وغیرہ تمام اعضاء کا بھی رکھنا پڑتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ ہم اپنے تمام اعضاء اور دل پر پورا پورا قابو رکھیں۔

ہمارے ملک کو اور کل بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے۔

روزہ کا ثواب

روزہ کا مقصد ختنا بلند اور پاکیزہ ہے۔ اسی قدر اس کا ثواب بھی بے حساب ہے۔ انسان کے ہر نیک عمل پر اجر و ثواب ہوتا ہے۔ اور اس پر مزید اصانات کی بارش ہوتی ہے۔ مگر روزہ دار کے اجر و ثواب کا کوئی شخص تصور بھی نہیں کر سکتا۔ خاتم المرسلین اور حکیم و مہر کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

من صام رمضان ايماناً جو شخص ایمان کی حالت میں صوم و احتساباً باغفر لہ ما تقدم ثواب کے لئے روزہ رکھتا ہے من ذنبہ۔ اس کے ان گنے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

حدیث قدسی میں ہے:-

بنی آدم کے ہر لچھے عمل کا بار دس گنے سے سات سو تک دیا جاتا ہے۔ مگر روزہ کا ثواب بے اندازہ ہے کیونکہ روزہ دار صرف میری خوشنودی کے لئے روزہ رکھتا ہے۔ اس لئے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ دار میری ہی رضا کے لئے اپنی خواہشات ترک کرتا ہے۔ اور میرے ہی پنا کا ٹاپیا چھوڑ دیتا ہے۔

مسلمانو! رمضان المبارک میں خدا کے اطاعت شعار بندے بن جاؤ۔ اس سے تغافل نہ کرو۔ جو قلوب کی تظہیر اور

اذا اصبح يوماً صائماً اگر کوئی شخص روزہ کی حالت فلايرفت ولا يجهل میں صبح کرے۔ تو اس پر لازم فان اصدع شامته او ہے کہ وہ بیہودہ نہ کہے۔ اور نہ قاتلہ فليقل اني صائم جہالت کی باتیں کرے۔ اگر انی صائم در صبح سلم کوئی شخص روزہ دار کو گالی دے یا اس سے جھگڑنے کی کوشش کرے۔ تو اس کو صرف یہ کہہ دینا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں۔

پس معلوم ہوا کہ روزہ اور بد اخلاقی بھی جمع نہیں ہو سکتے۔ روزہ اس صورت میں باقی رہتا ہے۔ کہ انسان اپنے جملہ اخلاق و سیر سے ہمیشہ کے لئے کنارہ کش ہو جائے۔ روزہ دار کو قطعاً بد خصلتوں اور بُری باتوں سے قطعی طور پر مجتنب رہنا چاہئے حقیقت میں روزہ اپنے خدا سے ایک عہد و وفا ہے۔ کہ وہ سدا طاعت شعار و فرمان بردار رہے گا۔

روزہ دار کا فرض ہے۔ کہ اس کی نظر میں کسی عودت پر لپٹی ہوئی نہ پڑیں زبان سے کسی کے حق میں کوئی برا کلمہ یا جھوٹ نہ نکلے۔ نہ اس کے ذریعہ کسی پر پتہ تان باندھے، نہ کسی کی غیبت کرے، نہ ہاتھ کسی کو زور کو ستائے، نہ کسی کا مال چرائے۔ غرض اسی طرح تمام اعضا اور خیالات سے پاک اور صاف رہے۔ گناہ و مصیبت کی آلودگی سے کلیتہً مجتنب رہے۔ اور ظلم و گناہ کے منصوبے سوچنے کی بجائے اسی تدبیریں سوچے اور ایسے ارادے کرے جن سے ہماری قوم کی

روحانی تکمیل کے دن ہیں۔ اگر اس ماہ مبارک میں بھی گناہ و معصیت کی کچھ باتیں دھنسنے رہ گئے۔ تو شیطان کے مرید کہلاؤ گے۔ رمضان کی عزت و قدر کرو۔ فرائض الہی کی ادائیگی میں کمر بستہ ہو جاؤ۔ اگر تم روزہ رکھ کر شقی بن جاؤ گے۔ تو اللہ تعالیٰ تم کو سرفراز و بامراد کر دیں گے۔ تمہاری تمام اخلاقی، روحانی، اور سیاسی چاریاں و کمزوریاں دور ہو جائیں گی، غلامی و محکومی، برد و استبداد، اور ظلم و عدوان کی زنجیریں خود بخود کٹ جائیں گی۔ ورجعت و رضا الہی کی وہ لازوال دولت پاؤ گے جس کے مقابلہ میں ہفت اقلیم کی بادشاہی بھی کچھ حقیقت نہیں بکھتی۔

مبارک ہیں وہ مسلمان جو اس رحمت و انوار کے مہینہ میں بکثرت قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، انابت الی اللہ اور خوف خدا کا ثبوت دیتے ہیں گناہوں سے توبہ کرتے اور محنت رہتے ہیں۔ اور بد اخلاقیوں، شہوت رانیوں، فضول خرچیوں، نام و نمود کے مظاہروں، اتلاف حقوق اور قساد توں سے اپنے دلوں اور دماغوں کو پاک رکھتے ہیں۔

خدا یا! اس ماہ مبارک میں مسلمانوں کو روزہ رکھنے اور متقی بننے کی توفیق عطا فرما۔ تاکہ ان کے اخلاق استوار، ان کے عزائم مستقل اور ارادے پورے ہوں۔ اور دارین میں فائز الدار و شاد ہوں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی۔

خواجہ حسن نظامی اور اسکے حواریوں کا مذہب خواجہ کے مریدوں میں مسیحیان

ملاحظہ اقدس حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عرض ہے کہ ہم مسلمان جو آپ کے مرید ہیں، قدیم سے خفی اہل سنت والجماعت ہیں اور حضرت والا کا مذہب بھی مسلمان خفی اہل سنت والجماعت سمجھ کر ہم نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت ہو کر سالہا سال گزرے مگر کبھی کوئی بات خلاف طریقہ خفی اہل سنت والجماعت ہمارے دیکھنے اور سننے میں نہیں آئی۔ اتنے مدید عرصہ کے بعد حضرت کا

گذشتہ اشاعت میں حسن نظامی کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی تھی نظامی کے جدید اعلان سے اس کے مریدوں میں میحان پیدا ہو چکے۔ اس کے حیدر آبادی ارادتمندوں نے ذیل کی کلمہ پیشی اخبار زمیندار نمونہ ۱۵ نومبر میں شائع کرائی ہے۔ جس کو بجنہ درج کیلئے ہے۔ انشاء اللہ عہد حاضر کے اس خوفناک عیار کی سکاروں کا انکشاف حیرت انگیز نتائج کے ساتھ (داریہ)

ایک اعلان جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نے خود کو خفی اہل سنت و جماعت کہتے ہوئے تفصیلیہ کا لقب بھی اختیار کیا گیا ہے، ہمارے دیکھنے میں آیا۔ اور اس میں یکم دیکھ کر کہ جو اس مذہب تفصیلیہ کا معتقد نہیں وہ مریدی سے خارج ہے۔ ہمارے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اب چونکہ حضرت یہاں تشریف لائے ہیں لہذا ہم مریدوں کی نشانی خاطر کے لئے اسور ذیل کی ہر بذریعہ اخبار فرمائی جائے۔ تاکہ ان پر غور کر کے سلامتی ایمان کی ظلم دائرہ مریدی میں داخل رہنے یا خارج ہونے کا تشفیہ کر لیں۔

اہل سنت و جماعت کی تعریف

حضرت امام عظیم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اہل سنت و الجماعت کی تعریف اس طرح فرمائی ہے۔
تَقْضِيلُ الشَّخْصَيْنِ وَحُبَّةُ الْحَنَابِلِ الْحَنِيفِي حَضْرَتِ شَيْخَيْنِ رَسِيدِنَا ابُو بَكْرٍ صَدِيقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَبَسِيْدِنَا عَمْرٍ فَارُوقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ كَوْنَا مَضْمَا بِرُءُوسِ الْفَضْلِ سَمِجْنَا اَوْر حَضْرَتِ كَعْدُوْدَا مَادُوْل حَضْرَتِ سَيْدِنَا عَثْمَانُ غَنِي ذُو النُّوْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَحَضْرَتِ سَيْدِنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سَمِيْعَتِ كَحْنَابِسِ ارْشَادِ فَرَمَا يَاجَا سَكَا سِ كَخْلَافِ عَقِيْدَةِ رِكْحَنِي دَالِي كَوْخَفِي اَهْلِ سُنْتِ الْجَمَاعَتِ كَهَا جَا سَكَا سِي يَانِهِيْنَ؟ اَهْلِ السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ كَعْدُوْرُهُ عَقِيْدَةِ كِي بِنْيَادِ پَر غُورِ كِيَا جَا تَابِ تُوْمَعْدُوْرِ ذِيْلِ آيَاتِ قُرْآنِي بِيْشِ نَظَرِ جَوَا بِيْشِ تِي۔ تِي۔ حَضْرَتِ ابُو بَكْرٍ كُو خُو دُ سُوْلُ اللّٰهِ صَدِيقِ نَمَا يَا كَرِيْمِ

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشَّاهِدِينَ وَالصَّالِحِينَ ۝ يٰۤاَيُّهَا اللّٰهُ پَاكِ نِيْ اَنْبِيَا عَلِيْمِ السَّلَامِ كِي بَعْدِ صَدِيقِيْنِ كَا ذِكْرُ فَرَمَا يَاجَا سَكَا سِي رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ حَضْرَتِ سَيْدِنَا ابُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ كُو مَعْدُوْرَا بِيْشِ شَرِيفِيْنِ صَدِيقِيْنِ فَرَمَا يَاجَا سَكَا سِي عَقِيْدِ اَهْلِ سُنْتِ الْجَمَاعَةِ كَهَا سِي ارْشَادِ هُو كِي حَضْرَتِ اس كُو تَسْلِيْمِ فَرَمَاتِيْ يَانِهِيْنِ۔ اَكْرَنْهِيْنِ تُو اس كِي وَجُو دِ دَلَالِيْنِ سِي اَكْهَا فَرَمَاتِيْنِ۔

حضرت ابوبکر کے اتقی ہونے کی دلیل

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ رَحِيْمًا تَمِيْنِ زِيَادِ بَرْكَ اللّٰهِ كِي نَزُوْكِ وَهِيْ جُوْمِ مِيْنِ رَسُوْلِيْ زِيَادِ تَقِيْ هِيْ، دُو سَرِيْ جَا ارْشَادِ هِيْ۔ وَسَيَّجِدُهَا الْاَتْقٰى الَّذِيْ يُوْنِيْ مَالَهُ الْيَزْكٰى وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَكَ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى۔ اس آیت کریمہ کے متعلق مفسرین کرام متفق ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی صحیح احادیث بھی اس باب میں وارد ہیں اس میں اللہ پاک نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتقی فرمایا ہے اس آیت کریمہ کو آیت اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ سے ملا کر چھاجائے تو صاف طور پر نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ اکرم ہیں اور یہی عقیدہ اہل السنۃ و الجماعۃ کا ہے پس ارشاد ہوا کہ کیا حضرت کو سکتے تھے کوئی عذر ہے۔ اگر ہے تو

بہارِ رحمت وجوہ و دلائل مطالع فرمائیں۔

رب حلیل نے حضرت ابوبکر کو اول الفضل فرمایا

۳۔ ارشاد باری تعالیٰ وَلَا يَأْتِلُ أُولُو الْأَفْضَلِ مِنْكُمْ الْخ
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ آئندہ کریمہ کاسیانی
بھی اسکی تائید کرتا ہے۔ اس میں اللہ پاک نے آپ کو اول الفضل فرمایا ہے
اس سے بھی آپ کی فضیلت مطالع ثابت ہوتی ہے۔ اور یہی مسلک
اہل السنۃ وجماعت کا ہے۔ کیا اس میں حضرت کو کلام ہے۔ اگر ہے تو
اس کے وجوہ خدا فرمائے جائیں۔

حضرت صدیق اکبر خدائے بر کی معیت تھی

۴۔ باری تعالیٰ شانہ کی معیت اور لوگوں کے ساتھ جہاں کہیں
بتلائی گئی ہے وہ کسی نہ کسی وصف کے ساتھ مختص ہے شَامِعَ الْمُؤْمِنِينَ
مَعَ الْمُحْسِنِينَ۔ یعنی صفات ایمان۔ احسان
صبر وغیرہ ہوں تو معیت الہی بھی ہے۔ بخلاف اسکے حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ارشاد ہے إِنَّ اللَّهَ مَعَكَ اس سے ثابت ہے
کہ خداوند متعال شانہ کو ذات ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ معیت ہے

دو میں رسول اکرم پہلے، اور حضرت ابوبکر دوسرے ہیں

۵۔ اس آیت کریمہ میں کی ابتدا میں ثانی اثبتین ارشاد ہوتا
اور یہاں ثانی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اول ہیں جب اللہ پاک حضرت ابوبکر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ثانی فرمایا تو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثالث تہیں ہو سکتے اور
اور یہی عقیدہ اہل السنۃ وجماعت کا ہے۔ کیا اس بارے میں حضرت کو اختلاف
ہے۔ اگر ہے تو اسکے وجوہ باظہار دلائل بتلائے جائیں۔

افضلیت ترتیب خلافت کے لحاظ سے ہے

مسلم خفی اہل السنۃ وجماعت کا ہے کہ حضرت شیعین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما تمام امت سے افضل ہیں اور خلفائے راشدین کی فضیلت ترتیب
خلافت کے لحاظ سے ہے۔ انکے بی عشرہ مبشرہ میں سے باقی ماندہ چھ بزرگوار
یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت سعید بن زید حضرت طلحہ بن عبید اللہ
حضرت زبیر بن العوف حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت ابو عبیدہ بن الجراح
رضی اللہ عنہم کا درجہ انکے بعد ایک صحابی کی اپنے ذاتی فضائل کے
پیش نظر یہ اپنی جگہ خاص شان ہوا اور سب کے ہمارے سراج ہیں کیا اس بارہ
میں بھی حضرت کو کوئی اختلاف ہے۔ اگر ہے تو اس کے کیا
وجوہ ہیں؟

شیعین کے حضرت علی کی فضیلت کا کوئی ثبوت نہیں

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر مسلمان اپنا آقا و سراج
سمجھتے ہوئے بھی معلوم کرتا ہوا ہوتا ہے کہ حضرت علی کو شیعین پر فضل سمجھنے کا کوئی
ارشاد نبوی صحاح ستہ میں موجود ہے تو اس سے مطلع فرمائیے تاکہ ہم سب اس حکم کا
اتباع کریں اور فضیلت و تفصیل کا جواز ہی ختم ہو جائے اور ہم مریدین آپ کے
حلقہ مریدی میں داخل نہ ہونے یا خارج ہونے کا تصفیہ کریں۔

گلدستہ خبر

چاہئے۔

انتخابات اسمبلی میں غلام احمد قادیانی کی حامی اور ٹوٹی ہوئی

غلام احمد قادیانی نے اسمبلی کے انتخابات میں کافر نس کو شہرتاگ شکست ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ڈاکٹر شفاعت احمد کو مولانا شوکت علی نے اور اس کے سیکرٹری خان بہادر حاجی رحیم بخش کو شیخ خالد لطیف کا بٹنے دو ٹوں کی عظیم اکثریت کے ساتھ شکست دی ہے میرٹھ کے محققہ محمد احمد صاحبہ کاظمی کے مقابلہ میں اسٹیل خان صاحب مسلم کافر نس کی کامیاب نہیں ہو سکے۔

لاہور ایک فکاہی مضمون شائع کرنے کی پاداش میں اخبار زمیندار سے چار ہزار کی ضمانت حکومت نے طلب کی تھی بعد ازاں بیس ہزار کا پریس ضبط کر لیا۔ مسلمان ہند کے دنوں میں حکومت کی اس استبدانہ کارروائی کے خلاف فہم وغصہ کی لہر پیدا ہو چکی ہے۔ اور حمایت زمیندار کا جذبہ مسلمانوں میں ہرگز ترقی پذیر ہے۔ اخبار زمیندار نے مرزائیت کے ہستیال میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ مصر میں چند اشخاص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حکومت مصر نے ان کی گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔

لاہور۔ قادیان تبلیغ کافر نس کے موقع پر سولہ مرزائیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ حالی میں لاہوری میرزا شوکت شہر مبلغ شیخ بشیر احمد صاحب نے میرزائیت سے توبہ کر کے اپنے اسلام کا اعلان کیا ہے میرزائی حلقوں میں ایسے قبول اسلام سے بے چینی کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔

ترکی کے سپہ سالار اعظم نے اعلان کیا ہے۔ کہ دو لاکھ ترک سپاہی ضرورت کے موقع پر جنگ میں کودنے کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر جنگ ایک سال جاری رہے تو ترکی حکومت ایک کروڑ جان سید ان جنگ میں لاسکتی ہے جنگی فوجی تعلیم و تربیت کا انتظام مکمل ہو چکا ہے۔

افغانستان کے جوان بخت تاجدار منوکل علی اللہ ظاہر شاہ غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا ہے۔ کہ افغانستان کا آئینہ دستور اور تمام دیوانی قوانین شریعت اسلامیہ پر مبنی ہوں گے۔

استنبول میں مشہور تاریخی مسجد ابا صوفیہ کی مرمت کے لئے ترکی حکومت نے ایک لاکھ پونڈ کی منظوری عطا کی ہے۔

سودی قرضہ۔ منسلک ملک کے ایک زمیندار سسی محمد گل نے بیس ہزار میں تین سو روپیہ سودی قرضہ حاصل کیا۔ یہ قرضہ سود و سہ کی بنا پر بڑھتا گیا۔ حال ہی میں سب سے زیادہ ہمارے سامہوکار کو دو لاکھ دس ہزار روپیہ ڈگری دے دی۔ محمد گل نے ہائی کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل کی۔ ہائی کورٹ کے فاضل ججوں نے ماتحت عدالت کے فیصلہ کو قائم رکھا۔ اِن فی ذلک لَجَبْرٌ وَّ اُولٰٓئِیْہِ الْاَبْصَارُ

عراق عرب میں آریہ سماج بنامند ر قادیان کا چاہتا تھا حکومت عراق نے اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔

وہل کے بہروپے حسن نقاشی نے اپنے اخبار سناوی میں اعلان کیا ہے کہ غلام احمد قادیانی ہر انسانی عیسیت پاک اور بے لوث ہے۔ اب حسن نقاشی اور اس کے جیلوں کو ایسی معصوم ہستی کے ہاتھ پر عیسیت کر لیتا

دعوتِ عمل

حزب الانصار کے مقاصد و اغراض و طریقہ عمل سرورق ہذا پر درج ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ سوچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کے ہیں یا نہیں۔ مگر میں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسب توفیق حصہ لے۔ افسوس ہے کہ اضافی الجھک اس ضروری امر کی طرف توجہ نہیں کی ذیل کے طریقوں سے آپ اس پودے کی آبیاری فرما سکتے ہیں۔

۱، اپنی ماہواری آمدنی میں سے کچھ حصہ مقرر کریں جو ماہ بہ ماہ حزب کو پہنچتا ہے۔ نیز اس کے رکن بن کر اور دوسرے کو رکن بننے کی ترغیب دے کر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے ؟

۲، اپنی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غزنیہ کے غریب نادار طلباء اور یتیم لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں جن کی تعلیم و تربیت و خوراک رہائش کا ذمہ حزب الانصار نے لے رکھا ہے

۳، ماہانہ رسالہ شمس الاسلام کی اشاعت وسیع کرنے میں سعی فرمائیں۔

۴، یتیمی و مساکین و غریب آبادہ مسلم بچے جہاں میں ان کو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیرویں بھیج دیں تاکہ بڑی صحبت کے اثر سے بچکر اسلام کے سچے خادموں بن سکیں۔

۵، اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے کم از کم چار سال کی واسطے دارالعلوم غزنیہ میں بھیج دیں۔ چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ امامانِ مساجد کو مجبور کریں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں اور اپنے بچوں کو تعلیم کیلئے بھیج دیں۔

۶، اہل قلم حضرات رسالہ فی قلمانیات دریغ نہ فرمائیں اور مختصر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے خرید کر کتب خانہ حزب الانصار کے لئے وقف فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام لے سکیں جن کتب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفادہ معلوم کر لیں۔

۷، اپنے علاقہ میں غیور و صاحبِ کسب یعنی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فوٹے رکھیں۔ اور اگر ضرورت ہو تو حزب الانصار کے مبلغین طلب واکر تبلیغی جملہ کے انعقاد کا انتظام کریں۔

۸، اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہوں تو شعبہ تبلیغ حزب الانصار میں اپنا نام درج کرائیں ؟

المعلن :- ناظم حزب الانصار بھیرہ پنجاب

من انصارى الى الله

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو حزب الانصار کی امداد کیلئے ہاتھ بڑھائیے۔ اس کے رکن بن کر اس کے مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھئے۔ آج سات سال سے یہ جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ درجہ پر جامع مسجد بھیر میں دارالعلوم غزنیہ قائم ہے ماہانہ رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعے احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور انہیں روافض و مزائیت کے دائم ذریعے بنانا دلانے کیلئے بڑی سرگرمی سے کام ہو رہا ہے مفصل حالات تدریجیہ خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھیے رسالہ شمس الاسلام کا خریدار دنیا یا اس کی اشاعت وسیع کرنے میں امداد دینا ایک اسلامی خدمت ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از جلد بکدوش کریں حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف پورے کرنے کے لئے جدوجہد سے کام لیتا پڑتا ہے یقیناً جانے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک محل عالم مبلغ اور مناظر کے جاکر کے برابر ہے کم انکم کوئی گاؤں ایسا نہ رہے جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ ہاں وہ اور اہل محلہ خیرہ کر کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کرادیں۔ ایسے امان مساجد کا فرض ہے کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو ہر ماہ آگاہ کر دیا کریں۔

مندرجہ ذیل تبلیغی کتب دفتر شمس الاسلام سے مل سکتی ہیں۔

ختم رسالت : مؤلف مولوی اسطغر محمد بخش صاحب فی۔ اے۔ اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے مہذبانہ پیرایہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب آج تک تالیف نہیں ہوئی۔ قیمت ۱۲۔

حقیقت شیعہ : مؤلف مولوی قطبی شاہ صاحب۔ اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ کا تمام دار و مدار صرف جھوٹ پر ہے قیمت ۱۰۔

اجتناب الخنفسیہ : ہند مذہب۔ عرب عجم کے علماء کا متفقہ فتویٰ دوبارہ کفر و ارتداد و مرزائیان و روافض و دوبارہ عدم جواز نکاح زن منیہ بامر و شیعہ وغیرہ۔ قیمت ۵۔ علاوہ ازیں ہر قسم کی تبلیغی کتب کے لئے کاپتہ۔

یہ خبر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب